

OUP—67—11-1-68—5,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹/۵۸۳۱۵ Accession No. ۴۷۱۵

Author د. رشید احمد دکنی P. C.

Title دیوان رشید

This book should be returned on or before the date last marked below.

الحمد لله الذي جعل في القرآن الكريم آياتاً كثيرة

منها ما هو من أجلها من أجل ما فيه من العظمة والجلال



بحسن ما هو من أجلها من أجل ما فيه من العظمة والجلال

والله اعلم بالصواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

مزمین بسم اللہ سے مطلع ہے دیوان کا
فزون ادراک سے ہو مرتبہ شاہ رسولان کا
فقیری میں مجھ کو بخشا خدا فرج سلطان کا
رولانا ہی لہو آنکھوں سے غم شاہ شہید کا
نمود شکل مستی کن فکائی کار سازی ہے
توانائی دہ ہر ناتوانا دست خالق ہے
تغافل و سکار ستم کو بنادیں زال سے بدتر
تری معراج سے معراج پائی عرش اعظم نے

آہی ہوا اثر میرے بیان میں حسن قرآن کا
اوس سرتاج خالق فرمایا جن و انس کا
گدا مجھ کو بنایا آستان شاہ مردان کا
مر و گریہ سے دل ہو پانی پانی ابر باران کا
ظہور ہر دو عالم ہوا اشارہ تیری فرمان کا
جو آنکھیں ہوں کر کوئی تماشا پیر کنعان کا
توجہ اوسکی بخشے مور کو رتبہ سلیمان کا
فلک کہتے ہیں جس کو ہر وہ زنیہ تیری ایوان کا

طہارت پختن کی آیت قرآن سے ثابت ہے
 نہ ہو تو قیور شان آستان عرش پیر امن
 علیؑ سو تابہندی یہ امام ہر دو عالم ہین
 علیؑ اور از دان حق علیؑ ہے ہمزبان حق
 سرخیل امان ہوا امام پاکبازان ہے
 پڑھی ناد علیؑ جب حکم رب سے سرور دین
 شہا جسم ترا بحر توجہ جوش پر آیا
 اوٹھایا پردہ ظلمت کو تیرے نور نور نہ
 اوٹھاد نیا سوعیسیٰ نام پاک مرتضیٰ لیتا
 ہوا تو حکم حق سے ناخدا و زور قی نصرت
 کیا سجدہ ملائک نے تجھے آدم کی صورت میں
 خلیل اللہ کو تیرے کرم نے امن میں رکھا
 علیؑ کو ہاتھ میں کونین کی عقدہ کشائی ہے
 ہمارا طایر دل ہے کباب آتش الفت
 وہ بلبل ہوں کہ باغ منتقبت میں شوکارا پنا

نجس خود ہو جو منکر ہو کلام پاک یزدان کا
 بلا گردان فلک ہو گنبد شاہ خراسان کا
 ہر اک انہیں ہو حکم حق ہے ہر جہر جہان کا
 علیؑ ہو ترجمان حق علیؑ معنی ہے قرآن کا
 احم کا مقتدا ہو شیوا ہے اہل ایمان کا
 گھلا جو ہر اُحد میں ذوالفقار شاہ مردان کا
 ہوا غرق فنا دم میں عدو موسیٰ عمر ان کا
 نہاں تھا خضر کی آنکھوں چشمہ آب حیات کا
 علیؑ نام خدا ہو مومنو ہنام یزدان کا
 نہ پہونچا کوئی صد مہلج کی کشتی کو طوفان کا
 ہوا اگر اہی شیطان باعث عذر شیطان کا
 دکھایا آتش فردوس جلوہ گستاخان کا
 امام جنتی ہو انسی ہو مالک جسم کا جان کا
 نہ ہو کیونکر اثر آدمین حدیث طیر بریان کا
 مری غمخوارم ہی بند مرغان خوش الحان کا

خدا کیونکر نہ دیتا خرقہ معراج حضرت کو علیؑ ہر باب شہرِ علم و دانائی و موزنِ حق نبیؑ سوائے شہدین تو زو پائی دخترِ ذی شان ولایتی نہ جو جبینِ مسلمان ہو نہیں سکتا سنا ہر آفتابِ حشر میں گرمی بہت ہوگی گنہگاروں کی عیبوں کو ہمیشہ آپ نے ڈھانکا علیؑ ہر صاحبِ عرفان علیؑ عالمِ ہر قرآن کا کیا حق نہ تجھے موردِ عطائے تیغِ بُرا کا مسلمان کا جو منے ہو وہی معنوی ہے سلمان کا شہا سایہ لڑ فرزندِ قیامت تیرے دامان کا
--



بجا ہر گرا اثر کی ذات پر نازش کر دو دران
فلک سے ہر زیادہ مرتبہ تیری شاخوان کا



دلِ جشی ہوا مسکنِ گزینِ ایسی بیابان کا سیرِ شوریدہ منت کش نہ ہو گا سنگِ طفلان کا فلک تجھ کو نہ ہو کیونکر حسدِ خاکِ شہیدان کا تصویرِ دمِ گریہ جو تیرے رویِ خدا لگان کا یہ دشتِ رہنما جادہ دشتِ محبت ہے ہر اک ز گس میں عالمِ چشمِ مجنون کا ہوا پیدا جو کھینچی آہ سوزانِ قمری دلِ زگستاخِ نیر مری آنکھوں نے دیکھی ہے بہاؤ گس کے چہرے کی کہ عالمِ پایِ مجنون میں جہان ہی سید لزان کا سوا کوہِ گرانسوی ہے اوٹھانا بار احسان کا شفقِ آلودہ دامن ہو گیا اوس ماقبایان کا مری آنکھیں دکھاتی ہیں تماشا برقِ باران کا دلِ گم گشتہ پراحسان نہیں خضرِ بیابان کا جو اوس بسلیِ شمایلِ زگستاخی طرفِ بھان کا ہر اک شمشاد پر عالم ہوا سرو چراغان کا مبارک ہو تجھ زاہدِ نظارہ باغِ رضوان کا

گنہگار و کئی آنکھیں قلمزماں شکستِ امت ہیں
 فلکِ آمیز داری جو رہو میان کی کرتا ہے
 وہی ہر آدمی جو چشمِ عالم میں جگہ پائے
 ہر اک مشتاق کی جانِ کسوت تن کی ہوئی ہر
 لبِ جان بخشش کی الفت میں ہر جان شیرینی
 رکھا خوشیدِ نوبلی کا دمالِ پیرِ چہرہ پر
 مرغی خاکِ قدم کو کیوں نہ آنکھوں سے مجھوں
 ہزاروں حسرتوں کو آسمانِ فضا کڈالا
 نہیں مجبوس ہوتی ہو تو گلِ دیوار گلشن سے
 کیسی دید پر موقوف اپنی زیستِ ہرِ ناصح
 عدد کو لیکو وہ بُت کیوں آئی میرِ کاسیت پر
 ہزاروں حسرتوں کا خون ہوا ہر شہر کا تھوٹے
 اتر قرآنِ خوانی کا نہیں جاتا پسِ مردن
 نہیں ہر تنگ چشمی کا سرد کا کبھی شیوہ
 شہادت ہو گئی میں نظرِ شامِ جدائی میں

نہیں شوارازِ زاہد چھوڑا نا دلِ عصیانِ
 شفقِ ہر عکسِ خونِ آلودہ رخسارِ شہیدانِ
 کوئی دیکھے کہ دیدہ میں محل ہوتا ہوا سنا
 دکھایا ساعدِ عربانِ فِعالِ تیغِ عربانِ
 ہوا ہنر لے زہرِ آبِ چشمِ آبِ حیوانِ
 تہ گیسو نظر آیا جو جلوہ روے تاباں
 کہ نورِ چشمِ لیلیٰ ہر غبار اپنے بیا بانکا
 دلِ مایوسِ خاک کا ہو گیا گورِ غریبانکا
 چلے روحِ روان پر زور کیونکر تن کو زندگانکا
 مرا تارِ نظر انداز رکھتا ہے رگِ جانکا
 مسلمانوں جلانا ہوا سے مردہ مسلماں
 دلِ پناہی فلک ہر رنگ ہر گنجِ شہیدانکا
 ہماری لوحِ تربت پر ہر عالم لوحِ قرآنکا
 یہ اہلِ شوق آنکھوں پر قدم رکھتے ہیں جانکا
 ہلالِ چرخِ فِعالِ دیکھا یا تیغِ بُراں کا

تیری چاہت زنجیرِ نخل کو گرایا ہو
 نہیں ہو جو خنجرِ فشاں چشمِ گریان کی
 نظر آئیگی تجھ کو حق پرستی ہی پرستی میں
 مسلمان ہوں اگر کا فر قصہ او کا نہیں کی
 چھپے گا دامنِ محشر میں خورشیدِ قیامت بھی
 او نہیں میری نچوڑا نکی خبر کیونکر ملے ہمد
 تیری چاہ زنجیرِ نخل پر گمان ہو چاہ کٹنا
 تصورِ ہر دم گریہ کی سیل کی نوکِ شرکان کا
 کسی دن دیکھ اسی زاہد تماشا بزمِ رند کا
 خدا ہی ذمہ و تجھ کو بس یاد دین و ایمان کا
 غضب ہو گا عیان ہونا ہمارا دغِ پنهان کا
 نہ یا کٹا کوئی داغِ جگر نہ آؤں یاں کوئی داغ کا

نشانِ نقشِ قدم کا بھی نہ پایا تا دمِ آخر
 عبت ہے کیا بچھا اشرع گر زنا سکا



مخل میں او سپہ رات جو تو مہربان نہ تھا
 جیلِ بتان میں خوفِ فراقِ بتان نہ تھا
 پیشِ رقیب پر سسِ دل تھے خوب کی
 عبرتِ دلا جلی تھی ہماری ستم کشی
 بگڑے ہوئے رقیب کو وہ آؤں میرے گھر
 سرگرم نالہ کیوں رہی بلبلِ بہار میں
 ایسا سبک تھا غیر کہ کچھ بھی گران نہ تھا
 گویا کہ اپنے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا
 دشمن تھا پردہ دار نہ تھا راز دان نہ تھا
 مطلق شبِصالِ عدوِ شادمان نہ تھا
 اس حسنِ اتفاق کا کوئی گمان نہ تھا
 کیا ہم نہ تھے اسیرِ ذوقِ فغان نہ تھا



سرشارِ بخودی تھے اتر نہ بزمِ یار میں

سرشارِ بخودی تھے اتر نہ بزمِ یار میں



سرشارِ بخودی تھے اتر نہ بزمِ یار میں



کیا جانیں ہم رقیب کہاں تھا کہاں تھا

چند روزہ عمر کی میعاد کیسا
تجھ پہ تجھ اوستم ایجاد کیسا
آرزوئے جنتِ شاد کیسا
آئے لب پر شکوہ بیدار کیسا
آپ کی باتیں کرینگے یاد کیسا
مجھ کو دیتے ہو مبارکباد کیسا
اس جہان کا شاد کیا ناشاد کیا
باندھتے ہیں سرو کو آزاد کیسا
ورنہ اے دل حاصل فرما د کیسا
تیرے آگے سرو کیا شمشاد کیسا
کھینچتے ہم منت بہزاد کیسا
ہم تجھے آئینِ ستمگر یاد کیسا
وہ مرے حق میں کرین ارشاد کیسا
سر پہ لین ہم منتِ جلا د کیسا

قید تن سے روح ہے ناشاد کیا
میری ایذا سے عدد و ہوشاد کیا
اونکی خاطر جابین بزمِ غمِ سیرین
پارہا ہے دل مصیبت کے مزے
دل میں جو آئے او سے کہہ ڈالئے
دوستو آئے ہیں وہ دشمن کیا تھے
جب نہیں کچھ اعتبارِ زندگی
جب برنگِ گل ہے پابندِ مکان
کچھ اگر تاثیر رکھتی ہے تو کھینچ
ہے ترا پا مالِ ہمدِ نخلِ چمن
یار کی تصویر دل پر کھینچ لی
غیر دل سے ایک دم جاتا نہیں
مجھ سے پہلے سن چکے ہیں غیر کی
کو کہن کی آنکھ میں ہلکے بنین

سرپٹکتے ہیں اسیرانِ قفس	ہے چمن کی اسے صبار و داد کیا
عاشقی ہے سر پر لیتا کوہِ غم	نازشِ سر بازی فرما دیکر
عرض اپنی ہے جو ہے عرضِ عدد	دیکھتے کرتے ہیں وہ ارشاد کیا
سرکشی تجھے کرے کیا تاب ہے	آدمی کی اسے خدا بنیاد کیا

بیحقیقت جان کر دل کو ارشاد	تو نے اسے نادان کیا برباد کیا
----------------------------	-------------------------------

تیرا بیکان مری سینہ سوز نہ تھا نکلا	لخت ہاؤ دل مجروح کو لیت نکلا
ادسے کو چہ سے جنازہ پہ جنازہ نکلا	عشق بھی قہر آبی کا نمونہ نکلا
حق ٹھہر جائیگا واعظ کا بیانِ محشر	تو اگر گورِ غربان کی طرف جا نکلا
شوقِ آوارگی منت کس رہبر نہوا	خضرۂ اپنے لئے جادہ صحران نکلا
عمر بھر کو چہ ظالم سے نکلنے نہ دیا	دردِ دلدار می غمِ سلسلہ پا نکلا
ہم مسلمان ہیں مگر دل ہو بلا کا کافر	آنکھیں بھر آئینِ جہان ذکرِ تونکا نکلا
اپنی ہو حق سے نکر محفلِ زندانِ برام	تو ہی اموشیخِ بڑا حق کا شناسا نکلا
دمِ بین معدوم ہوئی صورتِ نیکامی حسن	آئینہ خانہ میں باطل ترا دعویٰ نکلا

شوق نے حسرتی دید بنایا کس کا	شعلہ طور مراد اغ متس نکلا
تول کر رہ گئے شمشیر دودم کیا معنی	حوصلہ اسمین تمہارا نہ ہمارا نکلا
عشق کو ملک عدم تک ملا کوئی سراغ	دہرین نام وفا صورتِ عنقا نکلا
عینِ وقعتِ محبت میں سر خود داری	حرفِ مطلب مری مٹنے کی کبھی دیکھا نکلا
خلش تیر مژہ دل سے بچانے پاس	پھر کہاں لذتِ ایزا جو یہ کانٹا نکلا
کیا بیان کیجئے مٹنے بند ہوا جاتا ہے	کچھ غضب کا دہنِ یار مٹتا نکلا
اپنے مرنے سے عدد و موردِ بیدادِ راب	تجہ سے اسی مرگ بڑا کام ہمارا نکلا
حسدِ غیر سے کیا کم ہو مری شہرتِ عشق	نام جس شخص کا جس بات میں نکلا نکلا
وای تقدیر کہ اوس دشمنِ ایمان کو حضور	میں بد اندیش عدد و چاہنے والا نکلا

مر گیا بے اثر پھوٹ کے سر پتھر سے	عشق کی سوکھی سنم جان کا سودا نکلا
----------------------------------	-----------------------------------

دل سنگ نہیں ہے کہ شکر نہ بھراتا	ا کرتے نہ اگر ضبط تو مٹنے تک جگر آتا
تو فاتحہ خوانی کو اگر قبر پر آتا	مرنے سے مرے غیر کا مطلب نہ بر آتا
سوارِ تجھے ناقہ لیلے نظر آتا	اے قیس اگر دشت میں تو راہ پر آتا
تخصیص نہ معنی طور کی اسی حضرت مولا	ہر سنگ میں وہ نور تجھے نظر آتا

دفع سے مجھے واعظ نادان نہ ڈراتا
اپنے شجر عشق کا وقتِ ثمر آتا

ہوتا جو خبر کچھ بھی مری سوزشِ دل سے
ہوتی جہن آراے ازل کی جو مشیت



بیکار نہ کر رات بسر منتظری میں ڈ
آنا اوسے ہوتا تو وہ اب تک اثر آتا



لیکن اس سے یوفا تو ہی بتا حاصل ہو کیا
تیرے جاندا دہ کو ظالم گور کی منزل ہو کیا
میرے دامن کے برابر دامنِ ساحل ہو کیا
سچ بتا اس انگبین میں زہر بھی شامل ہو کیا
حق کا آگے مدعی کا دعویٰ باطل ہو کیا
قیس تیرا پردہ دل پردہ محمل ہو کیا
لفظ گلِ اِراہل معنی در حقیقت گل ہو کیا
تیرے پنجہ میں کسی آزار کش کا دل ہو کیا
اس عنایت میں مراد غیر بھی شامل ہو کیا

جان دینا عاشق جانناز کو مشکل ہو کیا
دارِ سہنی میں عذابِ غم اُدھٹاتا ہی رہا
ہے مری تر دامنِ عبرت وہ طوفانِ نوح
مرگِ جنکو پڑی تیری لبشیرین کی چاٹ
بر سرِ حق رہ دلاحق کو ہمیشہ ہے فردغ
مانعِ دیدِ رخ لیے انہیں کوئی حجاب
خاک سے ہو تو ہیں پیدا خاک میں ملتے ہیں گل
کیوں رہا کرتا ہو اِظالمِ ہمہ دم بقرار
خطا میں لکھتے ہیں کہ آئینے کہیں ہوتے ہوئے



دل ہر سینہ میں کہ ہر سیما ب بر آتش اثر
ماہی بے آب ہو یا طائرِ بسمل ہے کیا



اوسکے دل میں اثر ذرا نہ ہوا
 تیری جانب سے مجھے کیا نہ ہوا
 کیوں ترا آشنا عدو ٹھہرے
 مر کے اوسکی گلی کی خاک ہوا
 عشق کا رنگ کچھ نرالا ہے
 مایہ ناز تھا جو اپنا دل
 مار ڈالا مجھے عدو کے لئے
 بھرنہ چھوٹے گا تیری ہاتھو لئے
 کتنے عاشق بڑی ہن مست خزا
 آنکھتا ہی میرے کوچہ میں
 کوئی پروا نہیں مکیون کی
 تیرے پیچھے سوائے فلک انسان
 تھا جو عاشق تمھارا پا برکاب
 اب ستم غیر پر وہ کرتے ہیں
 خوبیاں وہ ہزار رکھتے ہوں

آہ اے نالہ تو رسا نہ ہوا
 خیر گزری کہ تو خدا نہ ہوا
 جب ترے غم سے آشنا نہ ہوا
 میں فنا ہو کے بھی فنا نہ ہوا
 خون دل روکش خانہ ہوا
 نادک ناز کا نشا نہ ہوا
 حیف تو صبر آزما نہ ہوا
 خون اہل وفا حنا نہ ہوا
 میکدہ تیرا آستانہ ہوا
 تجھ سے اتنا بھی ایدو عا نہ ہوا
 آسمان مہربان ہوا نہ ہوا
 زندہ جب تک رہا رہا نہ ہوا
 سوئے ملک عدم روانہ ہوا
 میرا مرنا مجھے بُرا نہ ہوا
 اونسے کوئی مرا بھلا نہ ہوا

<p>لطف کیا ہے اگر گلانہ ہوا زخم کھایا مگر مرانہ ہوا</p>	<p>ست بُرا مانئے کہ الفت میں کچھ تو درکار تھی نمک ریزی</p>
<p>اے اثر تجھ کو چھوٹا کیا ہے جب کسی کا وہ بی وفا نہوا</p>	<p>بہت آسان ہی تجھ کو شاد کرنا مبارک ہو دلا تجھ کو اسیری</p>
<p>سمجھ کر بغیر پر بیدار کرنا نہیں وہ جانتے آزاد کرنا مری خاطر عدو کو شاد کرنا جہاں تک ہو سکے بیدار کرنا نہیں آتا ہمیں فسر یاد کرنا</p>	<p>دل اپنا ہو رہا ہو غم کا خوگر ہے اپنا امتحان دشمن کی عبرت توقع دادرِ محشر سے کیا ہے</p>
<p>اثر بعدِ فن کیا کام آئے مجھے رورو کے اونٹن یاد کرنا</p>	<p>نالہ ہائے شبِ فرقت کا اثر کچھ نہوا نخلِ الفت میں نمودار مگر کچھ نہوا موجِ زکاتیرے کشتہ پہ اثر کچھ نہوا ہو خدا دوست تو دشمن کرہیں بازو بیکار</p>
<p>مہربان حال پہ وہ رشکِ قمر کچھ نہوا بار و بارِ باغِ جہان میں یہ شجر کچھ نہوا جرج چارم سو سچ آئے مگر کچھ نہوا دستِ فرعون سے موسیٰ کو ضرر کچھ نہوا</p>	<p>نخلِ الفت میں نمودار مگر کچھ نہوا موجِ زکاتیرے کشتہ پہ اثر کچھ نہوا ہو خدا دوست تو دشمن کرہیں بازو بیکار</p>

غیر کی شب کو شب قدر بنایا تو نے	تجھ سے میرے لئے اے رشکِ قمر کچھ نہوا
ہے سفرِ شکلِ سقیا اگر ساتھ نہیں	ہم سفر وہ جو نہ تھا لطفِ سفر کچھ نہوا
کر لے فوٹا بہ فشا نی بھی اگر دل چاہے	اشکِ یزی کی تو اے دیدہ تر کچھ نہوا
مشقِ تصویر اد سے مشقِ تصور بھگو	پیش بہزاد عیان اپنا ہنر کچھ نہوا
تھا رحیمی خدا کا جو یقینِ دل کو	عرصہ حشر میں اعمال کا ڈر کچھ نہوا
صاحبِ فیض ہنرِ شمشیرِ ستم کو محفوظ	بار و نخل کو آزار تبر کچھ نہوا
دولتِ عشق ازل ہی کی نصیبِ دل تھی	اسلئے میل مجھے جانبِ زر کچھ نہوا
شبِ خدا جانی کہاں یارِ بازمِ فرو	راتِ سامانِ طربِ غیر کے گھر کچھ نہوا
یاس کی دیدہ عیسیٰ میں لہو بھر آیا	رو بصحت جو مر از خمِ جگر کچھ نہوا
حشر میں اور بھی اک حشرِ مچھلی کا ظالم	میرا تیرا دامنِ انصاف اگر کچھ نہوا
چل گئی وصل کی شب گردِ عاشقِ پچھی	تیرا نقصان تو اے مرغِ سحر کچھ نہوا
بیخطر کعبہ دل تو نے ستمگر ڈھایا	بتِ ترسا تجھے اللہ کا ڈر کچھ نہوا

لاکھ سمجھا یا اثر کو کہ نہی عشقِ ہر جان	ناشنو تھا اد سے کہنے کا اثر کچھ نہوا
---	--------------------------------------

شویشِ غم سے مرادِ رات کیا بیتا تھا	اشک جو آنکھوں سے نکلا روکشِ سیاب تھا
------------------------------------	--------------------------------------

رو برویان چشم ترکے زہرہ آب تھا
 شمع بزم غیر و ان وہ غیرت مہتاب تھا
 یان الم تارِ نفس کو واسطے مضراب تھا
 غیر کا زانو بجائے بالسن کجواب تھا
 یان سراپا دیدہ تر حلقہ گرداب تھا
 و ان بکام دشمنان جامِ شراب تھا

صحبتِ اغیار میں خندان تھا و ان برق و
 یان لگی تھی آتشِ غیرت و اپنوں دل لگ
 پردہ ہا کی گوشِ تھروان محو آہنگِ باب
 یان درو دیوارِ سی تھا کام سر کو اور ان
 حلقہ کیسو تھروان عنبر فروشِ دستِ غیر
 خون دل پیتا راین شامِ سربانِ تاسحر

کچھ نہ پوچھو ای اثر طوفانِ ریخ ہجریار
 جوششِ گریہ کی بستر اک کھن سیلاب تھا

عدو کے جور کا تجھے گلا کیسا
 کروں میں اونے عرضِ مدعا کیسا
 ستائشِ ہا کی دشمن کا گلا کیسا
 دلا جستی لہذا یند میں مزا کیسا
 شکایتِ ہا کی بختِ نارسا کیسا
 وہاں زخمِ شورِ مر جب کیسا
 دلِ خون گشتہ کو آگِ حنا کیسا

جفا پر در سے امیدِ وفا کیسا
 غرضِ دل دادگی کی جانتی ہیں
 نہیں جب جو ہر مردم شناسی
 نہیں شایانِ ریح باکبا زان
 سپاسِ طالعِ نیکو چہ معنے
 عدو سنکر نہ چو مر دستِ قاتل
 سراپا جلوہ رنگِ وفا ہے

چمن کی ہو گئی اگلی ہوا کیسا
تماشا بہار بے بقا کیسا
غم بربادی اہل فنا کیسا

صبا آوارہ و گل نذر صرصر
فروز جلوہ گل عارضی ہے
عبث کرتی ہے بلبیل ماتم گل

اثر مہوم ہے مضمون ہستی
نہیں معلوم ہے کیا اور تھا کیسا

جاتے ہیں تuko دھوکا کھائیں کیا
داورِ محشر کو ہم بتلایں کیا
غیر ہم پہلو جہان ہو جائیں کیا
جب نہیں اے لذتِ غم کھائیں کیا
اس سمجھ پر مکو وہ سمجھائیں کیا
ہیں مسلمان تیرے گھر ہم آئیں کیا
ہم کہیں کیا اور وہ فرمائیں کیا
قتل کر کے مجھ کو وہ چتائیں کیا
انقلابِ دہر سے گھبرائیں کیا
آکے جب بیٹھے تو پھر ادٹھ جائیں کیا

جھوٹے وعدہ و نپرتھاری جائیں کیا
پریشانی اپنے قتل کی ہوئے لگی
اونکی محفل حیرتِ عالم سہی
خون دل کھانے سے کچھ انکار ہے
ناصح مشفق کو سمجھانا پڑا
غیر نے رکھ کر جہنم کر دیا ڈ
ہم سے اوسے بات کیا باقی رہی
ہے پشیمانی میں اقرارِ خطا
آئینے پھر بھی وہی عشرت کے دن
مرہی کرا دھینگے تیرے در سے ہم



دل کو کھوئے ایک مدت ہو گئی
اے اشراب ڈھونڈنے سی پائین کیا



طے ہو نہیں سکتا کبھی جاہل کا بکھیرا
یہ سا کبھیروئے ہے شکل کا بکھیرا
یلے زہے پھر کوئی تحمل کا بکھیرا
درویش کو ہوتا نہیں منزل کا بکھیرا
پھیلا ہو گلستان بین عناد کا بکھیرا
ہے روز قیامت کے مقابل کا بکھیرا
کیا رکھتے لگائے ہوئے قاتل کا بکھیرا
زاہد مجھے اوس حور شمال کا بکھیرا
زندان بین تھا دزات سلاسل کا بکھیرا

جاہل کا بکھیرا بھی ہے مشکل کا بکھیرا
سر لیتے ہیں عاقل بھی کہیں دل کا بکھیرا
پردہ سے نکل سینہ مجنون بین سماجا
شبلی جہان ہو گو شب باش خوشی
کیا سیر کروں ناز کی طبع ہے مانع
عشاق کا ہنگامہ تیرے در پہ ستمگر
خود کاٹ گلامر گئے جو مرگ طلب تھے
ہنگامہ محشر سے ہے باللہ نہیں کم
کیونکر نہ بیابان کو نکل بھاگتا مجنون



وانا سے اشر ربہ مولیٰ نہیں پہنان
نادان ہو جو کرتا ہے فضائل کا بکھیرا



اپنی آنکھوں بین خار خار رہا
عشق اپنے گلے کا مار رہا

کسی گل کا جو انتظار رہا
کھر خون سے ملانہ دل کو فراغ

پیرہن اپنا تار تار رہا	تیرے ہاتھوں سے ایجنون ہو
تہ شمشیر آبدار رہا	دیر تک اپنا سر کہاں قاتل
محو نظر رہہ نگار رہا	شکل آئینہ دیدہ حیران
خنجر غم سے دل فگار رہا	دست قاتل کو کب ہوئی تکلیف
سر میں سودا عزت یار رہا	عمر بھر پانوں میں رہی زنجیر
بعد مر دن بھی انتظار رہا	وعدہ یار نے دیا کب چین
شکل سیما بے قرار رہا	آتش ہجر سے دل بیتاب

اے اتر عشق لالہ رو ہونے
اپنا دل غم سے داغدار رہا

کہ کرتا ہے عدو ماتم ہمارا	ہوا ہے غم سے یہ عالم ہمارا
مسرت آہ کی ہے غم ہمارا	نہ کیونکر غم سے ہو ہو کو مسرت
کوئی انہیں بھی تھا محرم ہمارا	دل و دیدہ سے ہوتی رازداری
زیادہ آپکا ہے کم ہمارا	قصور اس عاشقی میں حضرت دل

کوئی بھرتا نہیں اب عشق کا دم
غنیمت اے اتر تھا دم ہمارا

تجھے ای فلک اس سو کیا مل گیا
 مجھے تو بتون میں خدا مل گیا
 نصیبو نے یہ سلسلہ مل گیا
 جسے درد دل کا مزہ مل گیا
 کہ صر جا کے یہ بیو فاعل گیا
 ترا عشق وہ رہنما مل گیا
 مجھے خوب یہ مشغلہ مل گیا
 تو غیر و نئے کیا سا قیام مل گیا
 تجھے کیا بتائیں کہ کیا مل گیا

جو یوں خاک میں دل مرا مل گیا
 مقدر میں زاہد جو تھا مل گیا
 تری زلف پر دست بیعت ہو
 اسے جان شیریں کی پروا نہیں
 ذرا دل کو دیکھو تو اسے ہمد مو
 پہونچ ہی گئے ہم خدا تک صنم
 جدائی میں رونا ہون آٹھون پر
 وہ اگلا مزہ مے کا جاتا رہا
 بتون کے محبت میں زاہد ہمیں

ترا شعر کوئی سنا جب اثر
 مزا میر کے شعر کا مل گیا

تیرا وعدہ وفا نہیں ہوتا
 جو بُرا ہے بھلا نہیں ہوتا
 ہوش پہرون بجا نہیں ہوتا
 بے نمک کچھ مزہ نہیں ہوتا

یوں تو ہون کو کیا نہیں ہوتا
 غیر بد بین سوا نہیں ہوتا
 ایک پل دیکھ کر تری آنکھیں
 رنگ گوراسی فرنگن سا

یہ بتاں حسین کہاں ہوتے	تو اگر ایذا نہیں ہوتا
نالہ جاتا ہے عرشِ سواگے	تو بھی اوس تک سنا نہیں ہوتا
عیبِ رندان اگر نکر تا شیخ	اپنے حق سے ادا نہیں ہوتا
گر بُرائی سوائے عدو پر ہیز	کہ بُرے کا بھلا نہیں ہوتا
تو ہے وہ ایک ایذا میرے	جس کا پھر دوسرا نہیں ہوتا
ملک مال و منال کا طالب	تیرے در کا گدا نہیں ہوتا
سنگِ طفلان جو یاد آئے ہیں	ہاتھ سر سے جدا نہیں ہوتا
دم جو نکلا تھا خیر نکلا تھا	غیر کا مدعا نہیں ہوتا
عیبِ چینی کی تھی مجال کسے	تو اگر بیوقوفانہ نہیں ہوتا
اوسکی زلفون سے دل اگر ڈرتا	مبتلائے بلا نہیں ہوتا
کہدِ گل کو پیامِ بلبل کا	تجھ سے اتنا صبا نہیں ہوتا

آدمی کون ہے اثرِ جکا	پیٹھ پیچھے گلا نہیں ہوتا
----------------------	--------------------------

اثرِ غفلت میں کھوتا رہیگا	بہت سوچا اب بھی سوتا رہیگا
خدا کی خدائی ہمیشہ رہیگی	جو ہوتا رہا ہے وہ ہوتا رہیگا

مرے واسطے یار روتار ہیگا	دفا نین مری یاد آئیگی تجھکو
بتو نین تو اوقات کھوتار ہیگا	کہا تنک دلار کے غافل خدا سے
کھلجے میں پرچی چھو تار ہیگا	دم آخری تنک ترا عشق مرگان
جوانی کی ہے نیند سوتار ہیگا	جگائیں نہ کیونکر شبِ وصل و سکو
اگر عمر بھریوں ہی روتار ہیگا	نہ ہوگا اثر اس سچے تجھکو حاصل
لکھا بخت کا لاکھ دھوتار ہیگا	مٹیکا نہ اک حرف تیری مٹائے

اثر دل ہے جیتک یہ کینخت ہر دم	تجھے بحرِ غم میں ڈبو تار ہیگا ۛ ۛ
-------------------------------	-----------------------------------

دل نہ بیوجہ رات مضطر تھا	اپنے گھر اونکو کیا بلا تے ہم
ضبط دل پر بھی اوسکی محفل میں	یہ شرف ہے بتو ملکی صحبت کا
جان دینے میں سوچ کیا کرتے	خوب وزشت جہاں کا فرق نہ پوچھ
ہم سے خط لیکے بے نشان ہوا	او سکے زانو پہ غیر کا سر تھا
بوریا بھی نہیں میرے تھا	اپنا رومال اشک سے تر تھا
ور نہ کبہ بھی ایک پتھر تھا	منفلسی پر بھی دل تو نگر تھا
موت جب آئی سب برابر تھا	کیا ہی عتقا صفت کبوتر تھا

کچھ مزاج اور بندہ پر در تھا	آپ بیتک سے کچھ دل
کیا ہی اولٹا مرا مقدر تھا	ہجر لاحق ہوا وصال کے بعد
دل کی بخت ناز پر در تھا	جو راعد کی تاب کیا لا تا
میں جو تیری ادا کا خوگر تھا	صحبت حور سے ہوئی وحشت

ہے اثر یا نہیں خدا جانے
سنتے ہیں ادسکا حال دیگر تھا

تجھ کو ایسا نہیں بنانا تھا	جب خدا کو جہان بسانا تھا
وہ بھی اے یار کیا زمانا تھا	میرے گھر تیرا آنا جانا تھا
دو قدم پر غریب خانہ تھا	پھر گئے آپ میرے کوچہ سے
اوس سے بیگار دل لگانا تھا	جو نہ سمجھے کہ عاشقی کیا ہے
آپ کو تیغ آزمانا تھا ؟ !	آئے تھے بخت آزمانے ہم
کچھ بھی آنسو تجھے بہانا تھا	اے ستمگار قبر عاشق پر
ورنہ اپنا کہاں ٹھکانا تھا	تو نے رہنے دیا پس دیوار
پہلے دان پر شراب خانہ تھا	جس جگہ اب ہوشیج کی مسجد
پاک بازو نکھا آنا جانا تھا	داخل اہل ریانہ رکھتے تھے

بزم میں غیر کو نہ بلو اتے
 آپ کو جب ہمیں بلانا تھا
 اب گل ہیں نہ وہ چمن شادابی
 بلبوں کا جہان ترانا تھا
 کھتے ہیں وہ شجر بھی سوکھ گیا
 جبہ صیاد آشیانا تھا

دل نہ دیتے اوسے تو کیا کرتے
 اے اتر دیکھ ہمیں اوتھانا تھا

تھیں یں بلب و قتا مان موسم ہر پہ چھوڑ
 تری کی شکل پیدا ہو چکی تھی چم گریا نے
 کسی غور شدہ طلعت گھر اپنا ایسا روشنی
 نیا کچھ رنگ نکلا رو آتشناک دھوڑے
 ہمیشہ صبح کا دھوکا رادل کو نہ جین آیا
 میں کیا جاؤ گا صحر اکور ناہی مجھ میں کیا فی
 ہم اپنی زندگی پیشیر میدان محبت تھے
 زبان می ہر خدا کی آدمی کو نطق کی خاطر
 بلندی اوستی ہر قدم پر ملتی جاتی ہے
 مقید طائر رنگ چمن ہر تیری مٹھی میں
 نہ اندیشہ ہی گلچین کا نہ ہے صیاد کا دھڑکا
 مگر جب سے جگر پہنے لگا نقشہ کچھڑ کا
 کہ ہر تاریک شب میں بھی ٹایان نور کا ترکا
 تماشا ہو بھانی سے یہ شعلہ اور بھی بھر کا
 دکھایا عارضِ جانان شب بھر نور کا ترکا
 جنوں زنجیر پامیری نہ اتنے زور سے کھر کا
 ترا تو سوجھا قاتل ہماری قبر سے بھر کا
 وہ دیوانہ ہو جو ہو معتقد تجذوب کی بڑکا
 مسافر ملک نیا کا ہی یار ہو ہی نہ بھر کا
 تو وہ صیاد ہی مرغ صبا کا جبہ دم بھر کا

مری جو ہر شناسی کیا کیریں لی قبا دے	شکستہ پیر میں ہو رہا ہوں محل گوڑ کا
متحیر کن کو اہل دانش کب سمجھتے ہیں	درختوں کو گرا دیتا ہر چر سے کھودنا جڑ کا
وہی انسان جو لڑکا تھا جو ان ہو کر ہو بڑا	بڑھاپا کو جہاں پہنچا سر نو سی بنا لڑکا
گرے جا رہی ہیں نغان صورتِ برگِ لعل ہی	بڑھاپا کا زمانہ ہی کہ موسمِ آیاتِ جبر کا
صبا سو آید فصل بہاری کی خبر سنکر	ہر اک مرغِ قفس کیا کیا پئے سحرین چڑ کا
کربن رو باہ بازی مدعی ہے تو کیا دڑا	کہیں شیرِ دلا د بھی خطر رکھتے ہیں گیدڑ کا

آثر تو ز بھی پایا ہے مزاجِ حضرتِ آتش	جوانو نمین جوان بڑھو نمین بڑھال کو نمیز
--------------------------------------	---

زندگانی کا مزا اوس دم مجھے حاصل ہوا	جب گلو سیراب آبِ خنجرِ قاتل ہوا
عینِ وقتِ دیدِ محنون کو ہوا کیا اضطراب	اشتیاقِ روی لیے پردہِ محمل ہوا
جب جنونِ طوفان پہ لایا چشمِ دریا باکو	دامنِ صحرابھی کو سون دامنِ ساحل ہوا

دلِ ندینا کی اثر بے فیض ہو رہی ہیں	ماہ کے خرمن سے کس کو فائدہ حاصل ہوا
------------------------------------	-------------------------------------

شیشہ سے کہاں بادۂِ احمر نے اٹھایا	جو لطف کہ لبِ تری سا غریزہ اٹھایا
ہم ہو گئے مرنے پہ سلیمان کے برابر	تا بوت بتانِ پری پیکر نے اٹھایا

عشق کے آگے جو ہوا یا رقد آرا	غل ٹپ گیا سرِ فتنہ محشر نے اوٹھایا
اس عمر دورِ وزہ میں سبکدوش تھارہنا	کیون بارِ جہان سر پہ سکندر نے اوٹھایا
سامانِ تقش کیلے چاہئے دولت	عشرت کا مزاکب کسی بزر نے اوٹھایا
اوس داغ کی صورت بھی نہیں لالہ نہ بھی	ای گل جسے میری دل مضطر اوٹھایا
تم کہنے کی حاجت نہ ہوئی اہلِ لحد کو	مردوں کو تیری پانوں کی ٹھوکر اوٹھایا
انگشتِ نمائی سے بچی اونکی نزاکت	الزامِ کمزلف معبر نے اوٹھایا
کچھ پوچھے یوسف سی ذرا اسکی حقیقت	جو بیخِ برادر سے برادر نے اوٹھایا
کیا چاندنی چھنکی مری گھر میں جس شبِ وصل	چہرہ سی نقابِ دس مہر انور نے اوٹھایا
اب بیکھے کیا تازہ بلا آتی ہے سر پر	اندازِ نیایار کے تیور نے اوٹھایا
کیا محو ترے خالِ دہن کا ہوا جا کر	دانہ کوئی اب تک نہ کبوتر نے اوٹھایا



موسن کو سوا اور اثر کون اوٹھائے
جو بیخِ علی کیلے بو ڈرنے اوٹھایا



خنجرِ سفاک پر جو ہر عیان ہو جائیگا	اپنی جان بازی کا جسم امتحان ہو جائیگا
آہ سوزان کا اگر بالا دھوان ہو جائیگا	آسمانِ کمال در زیرِ آسمان ہو جائیگا
ہر کہے رازِ نہان سب پر عیان ہو جائیگا	پردہ دلِ لہ عارض سی کستان ہو جائیگا

کچھ سمجھ کر اوس پہنوبی سو کی تھی دوستی	یہ نہ سمجھتے تھے کہ دشمن آسمان ہو جائیگا
لے خبر بیمار غم کی دردناک و رشکِ مسیح	تیری فرقت میں فراقِ جسم و جان ہو جائیگا
خاک کر دیا مجھے آخر سیہ چشم کو کا عشق	جسمِ خاکی گردِ پاے آہوان ہو جائیگا



جب دا سے قتل مجھ کو وہ کر گیا اے اثر
کشتہ شمشیرِ حسرت اک جہان ہو جائیگا



عمر بھر کرتا رہا ہی کام جب مزدور کا	زاہدِ اجرت طلبِ خواہان نہ ہو کیون کا
جب خیالِ یا صنم تیرے رخ پر نور کا	میری دل پر شک ہو ا موسیٰ کو شمعِ طور کا
ہے یہ نقشہ آتشِ غم سے دلِ محرور کا	جل اوٹھا جب داغ پر بھا ہا رکھا کافور کا
بسترِ غم پر یہ نقشہ ترے رنجور کا	پانوں پھیلا نا بھی اب و سکس سفرِ دور کا
عارضِ گردن پہ اک خالِ سیہ بچا ماہ	دیکھو چہ اگر میری شبِ دیجور کا
اوس پری کا ہو رہا ہوں کس قدرِ محبِ یاد	اپنی دل میں انہیں سکتا تصورِ حور کا
فکرِ بنیائی ہے لازم طالبِ دیدار کو	چاہئے سرمہ مری آنکھوں میں کوہِ طور کا
عشق ہی مجھ کو خطِ لبہا کی شکرِ بار سے	کیا عجب پنا تینِ لاغر ہو طعمہِ مور کا
بعدِ مردن بھی رہیگا اے صنم تیرا خیال	نالہِ ناقوس ہو گا مجھ کو نالہِ صور کا
زار و لاغر جب ہو ایسا کیا عجیبِ نگر بعد	مور کھینچے سانس سے لاسٹہ تر رنجور کا

اپنے داغ دل سے محشر میں کرینگے سب گز
 ٹھوکرین کھاؤ ہیں ابو نعین کوئی کیونکر کو
 عقد پر دین پر نہ ہو ای آسمان تو بخوار
 کیا تمنا سا غریب کی ہو مجھ سے شرار کو
 کو کہن محروم ہو خسرو کو ہو عشرت نصیب
 کس طرح مانوں کہ انسان فعل میں مختار
 غم نہیں لایا ہے او کو بھر گریہ و فشاں
 کہ قدر الٰہی جہاں کو یادہ گوئی ہو پسند
 مرے بھی مودی ہوا کرتا ہوا ایذا کا سبب
 کیون نہ ہو جابجا بزم سخن میں شور و حشر
 ہے لای مدعی کیا تاب پیکار سخن
 خاک و گواہی ہمد و مود میں محبت کا شجر
 نالہ پیہم اگر لاؤں زبان پر ہجر میں
 آفتاب حشر ہو جایگا تارا دور کا
 کون سرد ویش کا ہو کون ہے فغفور کا
 یہ تو خوشہ ہے کیسے باغ کے انگور کا
 ساقیا ہوں مست تیری زگرے مخمور کا
 عبرت الٰہی فاف ہے عشق جمیع دور کا
 فصل انسان کا صریحاً فعل ہی مجبور کا
 آئی ہیں وہ دیکھنے ہنسنا چرخ گور کا
 قول لایعنی سے شہرہ ہو گیا منصور کا
 کر کہ نکی شاخ سے دستہ بنا سا طور کا
 کام لیتے ہیں ہر ریکلک سے ہم صور کا
 جنگ شاہین ہی کری زہرہ نہیں عصفور کا
 حکم رکھتا ہی دل دشمن زمین شور کا
 دم میں کر دوں سینہ دشمن کو گھرنور کا



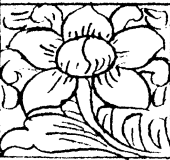
برق حسن بایر کا جلوہ ہر اک چہر میں ہے

ای اثر ہر گز نہ کرنا قصد کوہ طور کا



ہے غنیمت ساقیا عالم شبِ مہتاب کا
اسطرح ہے جیسے ہونا آگ پر سیلاب کا
سوج میں ہو جا عالم ماہی بڑا آب کا
ہر ستارہ میں ہے نقشہ دیدہ بیخواب کا
چشمِ گریبان میں ہے عالم معدنِ سیلاب کا
بولندا دریا کنارے رات کو مہرِ خاب کا

چاندنی میں دور ہو جا مہرِ شراب کا
آتشِ فرقت میں جلنا اس دلِ بیتاب کا
گرتی بالو کی مچھلی کا پڑے دریا میں عکس
کس کو آے نیند میرے نالہ شبگیر سے
جوشِ غم میں چلا آتی ہن بیتا بانہ اشک
یاد دلو اتا ہے مجھ کو نالہ شبگیر ہجر



سرکشوں کی عاجزی ویسی ہے جیسے اس اثر
پانویں دیوار کے سر مارنا سیلاب کا



زبانیں صاف عالم ہوزبانِ شمعِ محفل کا
جو اپنی دل کا پردہ بن گیا ہے پردہ محفل کا
نیکو نگر طائرِ دلمین ہو عالم مرغِ بسمل کا
دیکھا ہے طائرِ مضمون تر پناہ مرغِ بسمل کا
اثر اس کی لب شیریں میں ہے زہرِ لہلہ کا
جنون انگیزانِ درونِ اصحا و حش کا
تماشا تیری محفل میں ہو قاتلِ قصہ سن کا

کہوں کہ زخمِ جانا نہیں فسانہ سوزِ دل کا
تصور ہر گھڑی رہتا ہے کس لیلِ شمال کا
نشانہ ہو گیا ہے نادکِ مژگانِ قاتل کا
لکھوں گردِ صفِ تیغِ ابروِ خو خوارِ قاتل کا
فریبِ دلِ نکھاشیریںِ بانیِ قاتل کا
حکمرِ دشتِ غفلت سے تماشا دیکھا مجھ کو
چھری تھوئی اپنی پھیرِ غیرِ دلی گردن کا

کہاں بضع طاق کہ جاؤں کو کو جانا
اوٹھانا اقم کا مجھ کو طے کرنا ہی منزل کا
زمین بھی مرغِ نسل کی طرح ہر دم تڑپتی ہے
یہی قاصد نشان ہے کو پہ خوزیرِ قاتل کا
عبث اپنی تجلی پر ہی نازان وادی میں
ہر اک ذرہ ہر شک طور موئی ادنیٰ کا



اثر صورتِ رمای کی نہیں شمن کو چھند ہے
مگر مشکل کشا عقدہ کرین حل میری مشکل کا



فتنہ ز اوس ہو جو تیرا گیسوئے پر خم ہوا
دست شانہ اویسیا چنچہ مریم ہوا
کس قدر ساقی تری فرقت ہو دل کو غم ہوا
جامِ موی اپنی نظر میں دیدہ پر خم ہوا
زابد ابرو نگون حسر چشم ساقی نہیں
میکدہ کر و رور و سجدہ میں کعبہ خم ہوا
شب جو وہ خورشیدِ روا یا نظر بالائی باہم
ایک عالم کو گمانِ تیرا غظم ہوا
تو بھی ہو جوادِ اعظا جا کر گداوی میکدہ
جامِ موی جسکو دیا پیرِ مغان نے خم ہوا
عینِ ستمی میں بھی واعظ دلِ مرا غافل نہیں
جب لگایا جامِ موی مٹنے سے خیال خم ہوا
کر دیا ہی کس قدر لاغر جنونِ فی جسم کو
طوق گردنِ اوی پر پرید و حلقہ خاتم ہوا
رومی آتشناک کے ہوا سودا عشق
داغ سوزانِ دلمینِ شکِ تیرا غظم ہوا



غم نہ کھا مگر عدو سے گرتے پہنچے گزند
بتلائی کیہ شیطان سے اثر آدم ہوا



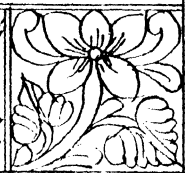
دامنِ شست کو میں اپنا گریبان سمجھا
 داغِ مہرِ تنِ سوزان کو چراغان سمجھا
 ہے بجا گورِ سیہ کو جو شبستان سمجھا
 گہرنے گہرِ مسلمان نے مسلمان سمجھا
 دلِ ہر اک ذرہ کو خورشیدِ درختان سمجھا
 ہنسنے رضوان کو دیرِ یار کا دربان سمجھا
 دشت کو بھی مرادِ دل کو شہِ زندان سمجھا
 دستِ قاتل کو جو دیکھا تو نکلان سمجھا
 اپنی ہستی کو عدم کا سرور سامان سمجھا

جوشِ وحشت میں ہر اک کام کو آسان سمجھا
 شکلِ تکلیف کو بھی عیش کا سامان سمجھا
 مرگِ زکشمکشِ رنج سے راحت بخشی
 مجھے دیکھا جو کبھی دیرِ کبھی مسجد میں
 جزوِ کلِ دیدہ وحدت میں ہو جب یکسان
 بعدِ مر دن بھی رہا کو پھرجانان کا خیال
 وسعتِ شوقِ جہانگردی وحشتِ مت پھو
 دلِ مجروح ہے کس درجہ حریرِ آزار
 بحقیقت نظر آئی جو بقائے موہوم



کلر خون کو لکھے اوصافِ یہاں تک اثر

جس نے دیکھا مری دیوان کو گلستانِ سمجھا



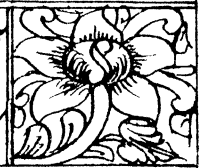
کیا دردِ دلِ علاج ہے آزارِ عشق کا
 کب قابلِ سزا ہے گنہگارِ عشق کا
 روحانیوں سے جب اٹھا بارِ عشق کا
 چھوٹا جہان کو غم سے گرفتارِ عشق کا

چنگا نہو سچ سے بیمارِ عشق کا
 سُن لو تو یہ جرمِ خدا کو بھی پسند
 ہم خاکِ یون کے سر پہ بارِ گران گرا
 دل دیکھے قیدِ رنج سے آزاد ہو گیا

<p> دھندھی ٹپے ہیں جتنے خریدار حسن تھے تو ہی بتا کہ کچھ تھے راحت نصیب ہے آنکھیں زبان ہیں حالِ دلِ زار کے لئے دونوں جہان کر بخ و الم کا ہی نام عشق ہر سر نہیں جو بارِ محبت اُدھاسکے ہر دم ہمارے دل سے ہی گلِ خونکو چھیر زارِ خدا و عشق کا مفہوم ایک ہے </p>	<p> دم سے ہماری گرم تھا بازارِ عشق کا ای دل ہوا ہی جب سے طلبگارِ عشق کا لب ہی سے کچھ ضرور ہے اظہارِ عشق کا ای دلِ نام لیجو ز نہارِ عشق کا ہر دل نہیں بنا ہی سزاوارِ عشق کا خون آرزو کا کرتارِ بخارِ عشق کا مذہب میں اپنے کفر ہے انکارِ عشق کا </p>
--	--



آنکھوں سے خون جو آتا ہے آنسو کیسا سستا
 کاری لگا ہے دل پہ اثرِ دارِ عشق کا



<p> شوق لیلیٰ دلِ مجنوںین جو کامل ہوتا زارِ داپاس جو وہ حورِ شمائل ہوتا کیوں کسی زہرہ شمائل پہین مال ہوتا تہِ خنجرِ جو طپان میں دمِ بسمل ہوتا جوشِ دشت میں جو میں گریہ پہ پائل ہوتا مرنوالا تھا میں ای خضرِ غمِ جانان میں </p>	<p> ای چہ حسن کتّانِ پردہِ محل ہوتا لطفِ جنت مجھے دنیا ہی میں حاصل ہوتا ہوں فرشتہ کہ اسپرِ حق پہ پائل ہوتا حشر میں محضِ خونِ دامنِ قاتل ہوتا دامنِ دشتِ جنونِ دامنِ حاصل ہوتا آبِ حیوان بھی مجھے زہرِ ہلاک ہوتا </p>
---	---

لذتِ عشق سے انکار نہ رکھتا نادان	مُنہ میں ناصح کی اگر جای زبان ل ہوتا
مردہ مرگ اگر یاسِ مذہبی مجھ کو	ہوں وہ بیمار کہ جینا مجھے مشکل ہوتا
تیری بیدار سوا رب کوئی نقصان نہوا	ہم خدا تک پہنچتے جو تو عادل ہوتا
صبحِ صیاد نکرتا تو خزان کے آتے	رنگِ بربادی گلِ خونِ عنادل ہوتا
شکلِ میری شبِ فرقت کی جو دیکھی ہوئی	ماہِ کامل سیرِ رخسارِ فلک تل ہوتا
خیر گزری نہ ہوئی ہر وفا تم میں بتو	ورنہ کوئی نہیں اُتار کا قایل ہوتا
تیری چہرے کی صفت اور کہانِ آئینہ	مُنہ کی کھاتا جو ترے مُنہ کی مقابل ہوتا
دشت کی سیر تجھے قیسِ مسرّ آتی ہے	ہوتا زندانِ مین تو پابندِ سلاسل ہوتا
وہ اگر لکھتے بھی مضمونِ عنایت کوئی	کچھ نہ کچھ ذکرِ عدو نامہ میں شامل ہوتا



مر گیا تیری ہوا میں جو اثرِ خوب ہوا
آخر اک روز تو اے گلِ وہ تہ گل ہوتا



غم اٹھانے سے عشق کم نہوا	کارِ گرِ غیر کا ستم نہوا
غیر کب موردِ کرم نہوا	ہم پہ کدِ م تر ا ستم نہوا
اپنے مرنے کا غم نہیں مجھ کو	غم یہی ہے کہ تجھ کو غم نہوا
سنگدل کو نہیں ہر عشق کا کام	شیخِ دیوانہ صنم نہوا

جامِ جم ہے اثرِ ترا دیوان

پھر نہ کہت کہ جامِ جم نہوا

فرشتوں کو شرف کیا کیا نہ پایا

اُدھنیں پایا مگر تنہا نہ پایا

جسے دیکھا ترا سرشار دیکھا

وہ زخمی خنجرِ غم کا ہونِ قاتل

ہجومِ غم سے اپنی آہِ دل نے

تری تصویر سے یوسف کی تقوٰ

نہیں ایسا کوئی دارِ عملِ بین

کیا کن پانوں اے عہدِ جوانی

جب آئے لو ٹکر دشمن کے گھر سے

ہزار افسوس اے غنچہ کہ تو نے

خیالِ دامنِ قاتل سے رُدکا

نہ کچھ پوچھو خدایٰ کو بہنِ جھوٹے

مری بیتا بیانِ شکرِ شبِ وصل

مگر انسان کا رتبہ نہ پایا

جو یوں پایا تو کیا پایا نہ پایا

جسے پایا ترا دیوانہ پایا

کہ زخمِ دل کو بھی ہنستا نہ پایا

زبانِ تملک آنیکا رستہ نہ پایا

ملائی پر ترا نقشہ نہ پایا

کہ جس فیضانِ کیا اپنا نہ پایا

ترا کوئی نشانِ پا نہ پایا

وہ تھے جیسے اُدھنیں دیسا نہ پایا

دہن پایا مگر گویا نہ پایا

مزا ہم نے ترے پہننے کا نہ پایا

بتوں میں ایک کو سچا نہ پایا

عدو نے بھی قرارِ اصلا نہ پایا

ملے بیچ و الم حرامان و حسرت
 کمال حسن عارض کو مقابل
 رمائی پاک۔ بلبیل فی چین ہیں
 اتنی کیا مری گم گشتگی ہے
 خدا کی واسطے قاصد یہ بتلا
 فلک سو کچھ نہ تھی ملنے کی امید
 غلط پروازیاں ہیں شاعرِ دل کی
 بہت بازارِ عالم میں پھرے ہم
 خدا کو مکر کا رین بیخودی میں
 جسے دیکھا اوسے دیکھا پرایا
 جگر کے واسطے جیسا کہ دل ہے
 جلی اے شمع لیکن تو فر کچھ بھی
 نہیں ملتی سبھی نعمت خدا کی
 رہے محشر میں سر پر او سکا ستا

محبت کر کے پہننے کیا نہ پایا
 مہ کامل کو بھی پورا نہ پایا
 جہان تھا آشیان تنکا نہ پایا
 نہ پایا تو سراغ اپنا نہ پایا
 مرا خط ادا سنے پایا یا نہ پایا
 یہ کیا کم ہے کہ غم تھوڑا نہ پایا
 دمان یار کو غمت نہ پایا
 کہیں بھی بے ضرر سوانہ پایا
 بتو پہننے تمہیں اتنا نہ پایا
 جسے پایا اوسے اپنا نہ پایا
 کسی نے ایسا ہمسایہ نہ پایا
 مزا سوزِ محبت کا نہ پایا
 مسیحا نے دید بیضنا نہ پایا
 کہ جسکے جسم نے سایہ نہ پایا

بہت ہشیار سنئے تھے اثر کو

مرہٹھنہ او سے دیوانہ پایا دھم

ایسا تو ستم اسے سب ہجران نہوا تھا
 دل معتقد کیسوئے جانان نہوا تھا
 زاہد کی طرح میں تو مسلمان نہوا تھا
 پہلے تو کبھی جان کا خواہاں نہوا تھا
 اس گھر میں ابھی تک کوئی جہان نہوا تھا
 ایسا تو کبھی لطفِ چراغان نہوا تھا
 یوں صرف نمکدان پہ نمکدان نہوا تھا
 یوں گھر کسی کبجنت کا دیران نہوا تھا
 گریہ و مرے نوح کا طوفان نہوا تھا
 جب مصر میں وارد مہ کنعان نہوا تھا
 فرما دے یہ کام نمایاں نہوا تھا
 او سوقت سلیمان بھی سلیمان نہوا تھا
 گویا کہ کبھی وصل کا پیمان نہوا تھا
 زاہد ابھی تر کو شہ داماں نہوا تھا

نہوا اب عدو و دشمن تابیان نہوا تھا
 ای عشق تو جب سلسلہ جہان نہوا تھا
 کیا روز جزا مانگتا اشر سے جنت
 کہنے سے عدو کو وہ بنا دشمن جانی
 ابی عشق و سہرا نے وہ خانہ دلین
 دو رات مرے داغ جگر دیکھنے آئے
 ہے شور زمانہ میں مرے زخم جگر کا
 جیسا کہ ہوا خانہ دل عشق میں برباد
 ای چرخ بڑی تری جان پہ گزری
 کیا داغ محبت کی زلفاں خبر تھی
 سر توڑ کے دشمن کو تری گھر سے نکالا
 اس رشک پر ہی میں زادیوانہ نازل
 یوں آپ کیا کرتے ہیں سارے پلکار
 اشکو نہ پرے دھرم محبت کہ ہوا جوش

جو اپنے گناہوں سے پشیمان نہ ہوا تھا
وہ دشمنِ جان دشمنِ ایمان نہ ہوا تھا
ترخونِ بین ابھی یار کا پیکان نہ ہوا تھا
آبادِ غزلون سے زبان نہ ہوا تھا

کیا عذر ہے قتل میں لاتا وہ ستمگر
اللہ کرے خیر بُرا وقت ہوا ہے دل
کیون چارہ گرد کھینچ لیا جلدِ جگر سے
آوارہ وحشت تھا میں اس وقت کد قفس

تھا کا فربہ کیش اثر۔ پوچھتے کیا ہو
کہنے کو مسلمان تھا مسلمان نہ ہوا تھا

ہم پردہ کسم پستے کسی پر نہ ہوا تھا
ساغر میں میرے بادہ اظہر نہ ہوا تھا
دنیا میں تو یارب کو می محشر نہ ہوا تھا
قارون بد انجام نہ نگر نہ ہوا تھا
زاہدی و محشوق کا نو گر نہ ہوا تھا
اک جام بھی نہ جھکو تو میسر نہ ہوا تھا
صبرِ اے طلبِ بین کوئی رہبر نہ ہوا تھا
گوہر بھی کبھی قطرہ تھا گوہر نہ ہوا تھا
اک پر بھی قفس سی کبھی باہر نہ ہوا تھا

دم بھر کا بھی آرام مقدر نہ ہوا تھا
جب تک کرم ساقے کو خر نہ ہوا تھا
کیا جانیں لکھا کرتے تھے کیا کاتبِ مال
جو حرص کو بندے ہیں غنی ہونہیں سکتے
جنت کو مرے کیون نہوں تقدیر کے استبا
خنجا ز کئے کئے ہتھی قاضی محشر؟
جز خضر منادِ دل و حشری کو ہمارے
نا چیز کو افتاد بنانی ہے گرامی
کیون مجھ سے وفادار سے بدظن ہوا صیاد

اے داویرِ محشر تری احسان کو صدقے
اے تاجور و تاجورِ عرصہ گیتی
واعظ کا بیان کچھ ہمیں باور نہ ہوا تھا
دارا نہ ہوا تھا کہ سکندر نہ ہوا تھا

کیون شکوہِ تکلیف اثر لائے زبان پر
آرام کی خاطر دل مضطرب نہ ہوا تھا

باب کے موصدہ

دل میں زاہد کربھری ہی ہو سِ جامِ شراب
محتسب توڑ نہ دیون شیشہ دل نہ روخا
بزم میں بھرتا ہے چکرِ فرسِ جامِ شراب
تیزیِ دور کو ہمیز ہے موجِ بادہ
فصل گل آئی ہوئی پھر ہو سِ جامِ شراب
ساقیا تو بے سے اب تو بے لگائیں کرنے
ہے تنکِ ظرفِ بنیگا لگسِ جامِ شراب
میکشو چاٹ نہ زاہد کو دلاؤ سِ کی
دُرد ہو یا کہ ہو خاشاکِ خرسِ جامِ شراب
ساقیا رند بلا نوش ہوں پی جاؤنگا
بانگِ ن کیون نہیں ہوتا جرسِ جامِ شراب
قافلہ رند دنگا جاتا ہے پُرسیرِ چمن
زنا ہو کبھی بندِ قفسِ جامِ شراب
موجِ می دام ہو ڈر اُس کی تو ای طایرِ دل
نہیں آتی جو صدایِ جرسِ جامِ شراب
محتسبِ انہن قافلہ عیش ہوا

یار مویںے کو کہتا ہے پس پیش نکر
ای اشتر خوب نہیں پیش پس جام شراب

آپ کیوں ہم سے ہیں خفا صاحب	کچھ تو فرمائی خطا صاحب
تاب لائے دل حزن کب تک	ہے ستم کی بھی انتہا صاحب
خون دل جم گیا ہے عاشق کا	نہیں ہاتھوں میں یہ جنا صاحب
سنتے ہی میرے نالہ دل سوز	ہو گئے کیوں چراغ پا صاحب
سمجھیں تب آپ قدر عاشق کی	جب کیسے ہوں مبتلا صاحب
رنج کیا کیا نہیں اُدھائے ہیں	آپ نے کیا اٹھا رکھا صاحب
رو برد میرے کس غرض سے آپ	ذکر کرتے ہیں غیر کا صاحب
ہم نے کب غیر کی شکایت کی	ہمیں غیرت نہیں ہو کیا صاحب
ہم نہ ہوتے تو کیا برا ہوتا	کیون بنایا ہمیں خدا صاحب
غیر سے بھی نہیں غرض تمکو	تم ہو مطلب کو آشنا صاحب
غیر اچھا ہزار بار اچھا	خیر ہم ہی بُرے بھلا صاحب

مر نہ جاتا اشتر تو کیسا کرتا
غیر سا بیچارہ تھا صاحب

تائے مشنات

سلامت رہا کون حضرت سلامت
ولیکن رہے جگہ بن عزت سلامت
آہی رہیں تاقیامت سلامت
رہی ہم سے اونکی عداوت سلامت
ہمارے خداوند نعمت سلامت
رہی جب انسان کی صحت سلامت

عجبت ہر یہ شور سلامت سلامت
نہیں کوئی پروا اگر جان جائے
توٹے ہے زینت زمین زمان کو
عدو کیلئے ہر گھڑی کی خلش ہے
گئے مجھوں بند کی سب خدمتوں کو
زمانہ کی نعمت اگر ہے تو کیا ہے



نہیں کوئی پروا اثر بے زری کی
ہے جب تک قناعت کی دولت سلامت



گھڑی کو دیکھا کئی بار ساری رات
نہ پایا دل فی ہمارے قرار ساری رات
لیا قرار نہ پروا نہ دار ساری رات
اسی طرح پہ رہے اشکبار ساری رات
جلا کیا یہ دل دعا عزار ساری رات

کیا دل کو رہا انتظار ساری رات
تڑپ تڑپ کو متناہیں کرو تین بدلیں
خیال شمع رخ یار میں جلے تا صبح
ادھر تو شمع تھی گریبان ادھر تھو ہم گریبان
بنو چھ سوز جدائی کو بھیسے اسی ہمد م

تصورِ گلِ عارضِ مینِ نیند کب آئی
کھسکتا رہ گیا آنکھوں میںِ خار ساری رات
خیالِ زلفِ سیمین بہا کئے آنسو
بندھار ہا میر و دیو کا تار ساری رات

نہ پوچھ ہم سے اشتراتِ کسطح کا ٹی
عجب طرِ حکار ہا انتشار ساری رات

ہوا نزل ہی سودِ دلِ حشرِ دہِ شیدا دست
یا تھی ہمِ راحتِ گزینِ بسترِ دیبا دست
عرشِ اعظم کیا ہی پیشِ رتبہ والا دست
غم نہیں گزشتہ دشمنِ کری تو اوی فلک
آشنا لبِ کروں کیوں رازِ غمہاں نہاں
تو جو دعا عطا خوبی طوبی بیان کرنے لگا
جس طرف چاہی نگاہِ شوقِ نظارہ کرے
بار پایا آج کیا تو نے حریمِ یار میں
بلبلِ دلِ فرطِ حسرتِ کیوں نا لان رہا
خانہٴ سینہ میں دل کیوں نہ غم سے بیچھے جا
بزمِ شامانہ میں اپنا بار پانا تھا محال
تاقیامت سترِ جانیکا نہیں سودا دست
یا نصیب پیشِ دشمن ہو گئیں شبِ باد دست
دل جو کہتے ہیں اہلِ دل ہی ہوا دست
خاک ہو کر بھی ہمیں ہنسا ہی زیر پا دست
اپنی محالِ دلِ سو واقف ہو دلِ انا دست
پھر گیا اپنی نظر میں قامتِ بالاسی دست
ششِ جہت میں ہر عیاںِ حیاںِ آرا دست
تجھ سے آتی ہر مہا بویِ روانِ افرا دست
برگِ گل سی بھی سوا خوشترنگِ بربلا دست
جب سیرِ محفلِ عدو کو شوقِ بیٹھلا دست
ہم گدا کسطح ہو تو قابلِ پروا دست

نور کو سا پنجر میں کیا ڈھالو گویا اعضا کو دست
مرگِ شمن پر وہ فرما یزبان سے مائے دست
سر کشا دوں شوق سے پاؤں اگر کیا دست
ہمہ دشمن جو دفن پر گزر فرما دست
پردہ دل میں نہاں ہے چہرہ زیبای دست
پر تو افکن در جمال چہرہ زیبای دست
ہے تما شاگاہ حیرت چہرہ زیبای دست

یہ صفای آدمی کے جسم میں تہ نہیں
شاد کیا ہوں رشک سے دیر پنجر جانکی
عاشق سرباز کو ہونی تہاں پر دای جان
روح پر اس سے زیادہ ہو نہیں سکتا عذاب
دیدہ باطن سے گھر بیٹھے تما شا کیجئے
انسان ہے آئینہ جس میں شکل آفتاب
چشمِ نظاہر ہوئی ہر روکش صد آئینہ

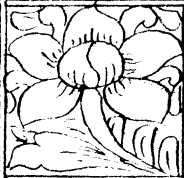
دار کا طالب نہ ہونا آتشِ روز جزا
کچھ تو لازم ہے خیالِ عزتِ فردا دست

شائے مثلث

مجھ پر ہے آپکا عتابِ عبث
آتشِ رویا پر ہم نے
فائدہ کیا ہے بیکاری سے
عشق بیگانگی کا دشمن ہے
یہ جفا ئیں ہیں اے جنابِ عبث
اپنے دل کو کیا کبابِ عبث
دل کو رہتا ہے انتظارِ عبث
مجھے کرتے ہیں حجابِ عبث

آنکھیں کرتی ہیں میل خوابِ عبث
دیدے رکھتے ہیں ہم پُر آبِ عبث
اب تو کھاتا ہے چیچ و تابِ عبث
روز جاتے ہیں شیخ و شابِ عبث
ہم نے ضایع کیا شبابِ عبث
آج ہے او نکو اجتنابِ عبث
سر پہ لیتا ہے تو عذابِ عبث
لوگ کرتے ہیں انتخابِ عبث

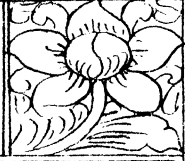
نہیں آنیکی نیند ہجر کی شب
اپنے رونے پہ یار ہنستا ہے
پھنکے گیسو میں اسے دلِ نادان
کیا عدم میں کوئی تماشا ہے
سمجھے پیری میں یہ کہ صدا فوس
زاہد و ن کو پڑے گانے سے کام
غیبتِ موحشان سے اسے واعظ
منتخب ہیں ہمارے سب شعار



اِر د گرد او سکے گھر کے آپ اثر
پھرتے ہیں خستہ و خرابِ عبث



جیم عربی

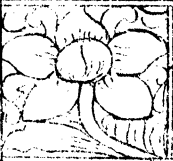


آنسو نکل رہے ہیں بنگِ شر آج
ہو آبِ آبِ شرم سے ابر بہار آج
پہونچے گا آسمان کو میرا غبار آج

کس شعلہ رو کو عشق میں جلاں سب آج
اوس گل کی ہجر میں جو ہون خوننا پڑ آج
مدفن کی سمت آتا ہے وہ شہسوار آج

آلودہ خون سو ہے مژہ اشکبار آج
 او کو ہے دان عدد کا گمراہ انتظار آج
 جو بن دکھارنا ہے دل و اعذار آج
 ہے کیا نسیم شانہ کنش زلف یار آج
 ہے روز سیکشی نہیں روز شمار آج
 لیجا اڑا کیسا تھمہ یہ مشت غبار آج
 گلشن میں کل خزان ہوا گویا ہوا آج
 افلاس میں نہیں ہو کوئی دوستدار آج
 ہے التہاب میں نفس شعلہ بار آج
 وہ بت نہو ہماری لئے شرمسار آج
 ساقی فلک سے ساغر سہ کو اوتار آج
 خندان برنگ گل ہو چراغ مزار آج

تیرنگاہ کسنے کئے دل کو پار آج
 آنکھوں میں اشک آ رہی یان بار بار آج
 رقصان ہو بزم شوق میں طاووس آج
 آتی ہو بوی مشک جھہ ہر دم دماغ میں
 ساقی علی الحساب چلے ساغر شراب
 پہ ہونچا دی میری خاک صبا کو یار تک
 رنگ جہان کو ایک طرح پر نہیں قرار
 دولت کید ماتھ لیکنے تشریف آشنا
 کی ہو جوتیز آتش حسرت کو شوق نری
 خشر ہن ہم خدا سے کرینگے یہ النجا
 وہ آفتاب شام سو ہے مایل سزا
 شاید وہ آکر پھولوں کی چادر چڑھائینگے



کیا تم کو انتظار کیا ہے اسے اثر
 در کی طرف جو دیکھتے ہو بار بار آج



میکشور گرز نہو منت کش سہیلانج

چشم ساقی کر رہی ہو گردن ستانج

پای تو بہ کر رہا ہے لغزشِ مستانِ آج	ہر شب مہتاب میں ساقی مہوش جلوہ گر
اؤ کو مسکن کو لہو ہے گوشہٴ فرانہ آج	قصرِ الیوان جسکے دم سے کل تلکِ باد تھو ق
اپنے کانوں سے راہِ نصیحت کا سنتے ہیں افسانہ آج	میں نے دیکھا تھا جنھیں افسانہ سنتے وقتِ خواب
توڑتا ہی دوہری زنجیریں تڑا دوانہ آج	ای پری زلفِ مسلسل میں مسلسل کراؤ سے
داخلِ کعبہ تھو کل میں ساکنِ تہجانہ آج	عشق کو بند ہی نہیں رکھتے کسی نہ ہے کام
کل وہی جو آشنا تھو ہو گئی بیگانہ آج	جب زمانہ پھر گیا احباب دنیا پھر گئے
شمع کی پروا نہیں رکھتا کوئی پروا نہ آج	تو جو ہر رونقِ فروزِ بزمِ ایو رشکِ قمر

ایک مدت پر اثر وہ بت ہوا ہی مہربان	جا کو مسجد میں ادا کر سجدہٴ شکرانہ آج
------------------------------------	---------------------------------------

حاصلی

اب دمان ہم ہیں نقشِ پاکِ طرَح	جس گلی میں گئے صبا کی طرَح
غیر ہے نالہ رسا کی طرَح	کیون نہ پہونچی دمان صد کی طرَح
نہ کہ جو روفا نسا کی طرَح	چاہتے ہو جفا جفا کی طرَح
جسم میں جان ہی ہوا کی طرَح	زندگی ہے جباب کی صورت

غیر لایا ہے وصل کا پیغام
 اسین عجی کچھ صر رہے اسی واعظ
 زلف اُس آفتِ زمانہ کی
 اوسنے وعدہ دئے کیا نکالی ہی
 جبکہ تم دل کو مدعا ٹھہرے
 زندہ در گور ہو رہا ہوں میں
 وادئی تشنگانِ عشق نہ پوچھ
 کشتی فقر کے سوار ہیں ہم
 تیری محفل میں کیوں نہ مرجاتے
 دو لونِ جانبِ وجود کو جو عدم
 یوں تو دیکھے بہت ادا دالو
 کیوں نہ زگس پہ میری آنکھ پڑا
 عمر بھر کا روانِ عمر کے ساتھ
 تم پہ عشاق کیوں نہ مرجائیں
 پیشِ اغیار تیری آنکھو نہیں

ہے وفا بھی تری جفا کی طرح
 ہم جو پیتے ہیں مے دوا کی طرح
 دل کے پیچھے پڑی بلا کی طرح
 کرم صبر آزما کی طرح
 دل میں رہتے ہو مدعا کی طرح
 ہے بقا بھی مری فنا کی طرح
 ہے یہ بے آب کر بلا کی طرح
 ناخدا اپنا ہے خدا کی طرح
 تھا وعدہ بھی وہاں قضا کی طرح
 ابتدا بھی ہے انتہا کی طرح
 ہے زالی تری ادا کی طرح
 ہے تری چشمِ سرمہ سا کی طرح
 دلِ نالان رہا دِرا کی طرح
 ہے تمھاری ادا قضا کی طرح
 چھپکے رہتے ہیں ہم حیا کی طرح

خاک اپنی ہے کیمیا کی طرح
 کون ہے تیرے متلا کی طرح
 بے اثر ہے مری دعا کی طرح
 ماہ ہے کا سنہ گدا کی طرح
 کبر سے ہو گے کبریا کی طرح
 ہے بغا بھی مجھے وفا کی طرح
 کیا غضب ہو تری قبا کی طرح
 نظر آتا ہے آشنا کی طرح
 بندگی بھی ہے کیمیا کی طرح

کشتہ عشق بو تراب ہوں میں
 رنج کش غمزدہ ستم دیدہ
 تیرے بیمار غم کے حق میں دوا
 آسمان تیری در کا سایل ہے
 اے تو کبر کرتے ہو بیکار
 بیدلی ہے فراغ غم کا سبب
 کسوٹ گل کو چاک کرتی ہے
 غیر بھی چشم اہل وحدت میں
 خاک ساری ہے نسخہ اکسیر

کوئی دیکھے کہ رند کیسے ہیں

ہیں اثر یوں تو پارسا کی طرح

اٹکا ہے تجھے کیا دل نادان بُری طرح
 دل لینے کی نکالی ہو تھنے نئی طرح
 دل کی کہانی اوسکو سنائی کئی طرح
 لیتا نہیں قرار ذرا بھی کسی طرح

چھٹا نہیں چھوڑا کسی ظالم کی طرح
 پہلو میں آکر بیٹھتے ہو دوست کی طرح
 سمجھانے میرے درد کو ظالم کسی طرح
 سینہ میں دل ہو قطرہ سیما کی طرح

چھوٹا چمن قفس میں پڑی آشیانِ صلا
 وہ گل کہاں چھپا ہو کہ جسکی تلاش میں
 اہلِ فرنگِ نوح کی کشتی بناینگے
 حسرت بہت ہو کوچہ دلدار کی نسیم
 جب سے لیا ہو تو نے دلِ مضطرب مرا
 کیا پوچھتے ہو سالِ مری دل کا دوستو
 ایسا بھی کوئی کرتا ہے اہلِ وفا کیساتھ
 معلوم ہو تب جو کہ دلِ خون شدہ ہو کیا
 شاعر کو پیش آتی ہیں کیا کیا نہ دقتیں
 دوستا کی غزل پہ غزل کیا کوئی لکھو
 شاعر نہیں کہ زورِ طبیعت دکھاؤ نہیں
 دنیا سے دور گوشتِ عہد میں بھیکر
 دشمن نہ ذوق کا ہوں نہ ناسخ کا دوست
 جھگڑوں یہ شاعر و نگارِ عہدِ عالم
 غالب کو ماننا ہوں کہ دوستا دوسرے تھا

بلبل ہوئی اسیرِ خرابی سبھی طرح
 آوارہ پھر رہی ہے صبا بھی مری طرح
 روڑے ہے جو دیدہ گریبانِ اسید طرح
 پہونچا یہ مشت خاکِ مان تک کی طرح
 تو بھی ہی بقرارِ ستگر مری طرح
 تھا جیسا پہلے دشمنِ جان ہے اوس طرح
 تم ہم سے پیش آئی نہایت بُری طرح
 اسی ابرو کے دیکھ لے دم بھر مری طرح
 سو من کی ہوتی ہے جو کالی ہوئی طرح
 دعویٰ ہم ساری نہیں مجھ کو کسی طرح
 لکھے دو چار شعر ملی جب کبھی طرح
 اوقات کاٹا ہوں بھلی یا بُری طرح
 عادت نہیں کہ چھڑکنا لون کوئی طرح
 شاید نہ صلحِ گل کوئی ہو گا مری طرح
 کافر ہوں اس میں ہو جو تجھے شک کی طرح

لیکن اثر جو دیدہ حق بین سے دیکھئے
کوئی غل سراسر انہوا تیر کی طرح

خاکے مجھ

اگر ہر لالہ و گل سے جنون گلستانِ سرخ	ہمارے خونِ کفِ پاسی ہو بیابانِ سرخ
بہار آئی ہوا چشمِ خورشیدِ نکو جوش	برنگِ گلِ بہنِ مریٰ جیبِ سرخِ دامانِ سرخ
خیالِ عارضیٰ نگینِ مینِ چشمِ بہنِ خونبار	برنگِ پنچہِ مرجانِ بہنِ مریٰ ترکانِ سرخ
وہ سرخ پوشِ پُرسیرِ بوستانِ جو گیا	ہر ایک نخلِ ہوا مثلِ نخلِ مرجانِ سرخ
حنا کارِ رنگِ حجبِ کس طرحِ رسائیِ پاسے	برنگِ پنچہِ مرجانِ بہنِ سستِ بلبلانِ سرخ
اثر ترے تینِ رنگینِ کاجلوہ افگن ہے	لباسِ سرخِ ترا یارِ ہر دو چندانِ سرخ

تو اپنے دیدہ ترے اثر بہابِ خوں
بہارِ لالہ و گل سی ہوا گلستانِ سرخ

دالِ مہملہ

مے گھر وہ آئے ہیں مدت کے بعد
سو کس آرزو اور منت کے بعد

مصیبت میں اے دل نہ گھبرائیو	کہ ہوتی ہے راحت مصیبت کو بعد
جدائی ہے کیا ہی عذاب الیم	قیامت ہو کیا اس قیامت کو بعد
راشع کے گرد دم بھر پتنگ	نہ تھا کچھ بھی جز خاک ساعت کو بعد
خلش کچھ نہ کچھ اونکے دل میں رہی	وہ کیا دوست بنی عداوت کو بعد
ذرا صبر لازم تھا اے کو کہن :	عبث جان دی اتنی محنت کو بعد
ترا عاشق زار آخر سوا	مگر بیوف کس اذیت کے بعد
نہو وصل کے بعد فرقت نصیب	خدا دے صعوبت نہ راحت کو بعد
نہیں ہم کو معلوم کب وہ گئے	ہوئے ہوش میں اونکی رخصت کو بعد

وہ غیر وئے آخر کنارہ ہوئے	مگر اثر کس قیامت کے بعد
---------------------------	-------------------------

ماے ابتک نہیں بھرا قاصد	نہیں معلوم کیا ہوا قاصد
شوق کی تازگی نہ کچھ پوچھو	روز در کار ہے نیا قاصد
جو نہ خط کا کبھی جواب لکھے	بھیجوں ایسے کو پاس کیا قاصد
مقدر جلد لایا خط کا جواب	مر جب انم مر جب قاصد
ہمنے جو کچھ ادسے لکھا قاصد	پڑھ کے تجھ کو سنا دیا قاصد

دوہر آزدگی بتائیں کیسا بے سبب وہ ہوا خفا قاصد

ای اثر ہم بھی اوسکے ساتھ چلو
اپنا خط لیکے جب چلا قاصد

تو نے جب میرا خط دیا قاصد
بے بڑھے پرزی پرزے کر ڈالا
گر چہاڑھکے رہ گیا خاموش
گر کہا کچھ تو غیر کیا بولے
یہ جو بولے تو پھر وہ کچھ بولا
گر نہیں چپ رہا تو پھر تو نے
آخر امر کیسا مجھے کہہ کر
ای اثر بات بھی ہو کہنہ کی

لیکے خط اوسنے کیا کیا قاصد
یا ستم گارنے پڑھا قاصد
یا مرے حق میں کچھ کہا قاصد
غیر بولے تو بولے کیا قاصد
یا اونہیں سنکے چپ قاصد
اوسکو کیا بولے سنا قاصد
اوسنے رخصت تجھے کیا قاصد
تو کرے اپنے منہ کو واقاصد

ہیں یہ سب بوجھ مات لایعنی
کیا کہے دان کا ماجرا قاصد

رام مہملہ

کھلتی نہیں زبان دہن یار دیکھ کر	چپ ہو گیا ہوں عالم اسرار دیکھ کر
موسیٰ نہ لائے تاب رخ یار دیکھ کر	نازان ہوں اپنی طاقت دیدار دیکھ کر
سیری نہیں نصیب ہمیں تیری دید	پھر تجھ کو دیکھ لیتی ہیں ہر بار دیکھ کر
ہمراہ شج خوب ہی کعبہ چڑھتے ہم	رستے میں رہ گئے درخسار دیکھ کر
کیا کیا ہوا نہ گرم نگہبانِ قصر یار	ٹھہرے ذرا جو سایہ دیوار دیکھ کر
جنون نے ہم سے دشت میں دامِ شایا	تن کو ہمارے خار سے بھی زار دیکھ کر
اکہتا ہو کوئی گبرِ سلمان کوئی ہمیں	گردن میں ساتھ سب کے زنا ر دیکھ کر
کیا آئے مار و خوف کو اکھٹا نہیں قدم	لرزان ہو حشر یار کی رفتار دیکھ کر
لیتے ہیں اپنی باتھ میں جب زلفِ یار ہم	کیا پرچ و تاب کھاتی ہیں غیار دیکھ کر
کیا کیا مجھے سنا تو ہیں ہلن ترائیاں	مثلِ کلیم طالب دیدار دیکھ کر
جوش جنون نے راہ کو ہموار کر دیا	وحشت تھی دل کو دادی پُرخار دیکھ کر

پھر دل کو ذوقِ لذت ایذا ہوا اثر	پھر دل کو ذوقِ لذت ایذا ہوا اثر
اوس دشکن کو درپے آزار دیکھ کر	اوس دشکن کو درپے آزار دیکھ کر

شبِ فرقت بسر کریں کیونکر	نہ کئے تو سحر کریں کیونکر
ادنیٰ تیغِ ٹھہ کا مارا ہوں	میری جانب نظر کریں کیونکر

کچھ ہم اپنی خبر نہیں رکھتے	اونکو اپنی خبر کریں کیونکر
عشق خوبان کا ترک کرنا صح	ہے تو اچھا مگر کریں کیونکر
دل پہ پھینچی ہے یار کی تصویر	اوس پہ ظاہر نہ کریں کیونکر
تجھ کو بھیجیں جہان جانا کا خوف	کام یہ نامہ بر کریں کیونکر
کچھ گمان اور ہونہ بلب کو	آنکھیں گلشن میں تر کریں کیونکر

گو ستمگر سہی پہ یار تو ہے	ادس کا شکوہ اثر کریں کیونکر
---------------------------	-----------------------------

کیا بتاؤں اثر کہاں ہو گھر	جہاں رہتا نہیں مان ہو گھر
بیلوگل سے شوخیان کر لو	آج کجغت باغبان ہو گھر

کیا یہاں کر رہا ہے غربت میں	چل و مان اے اثر جہاں ہو گھر
-----------------------------	-----------------------------

شوریدگی قیس کے عالم پہ نظر کر	سیلی کوئی دن دادی مجنون میں گزر کر
واقع نہ ہوا کوئی کہ کیا ہوتا ہی مر کر	جاتا ہے کہاں آدمی دنیا سے گزر کر
نادان تجھے دنیا میں ہمیشہ نہیں سنا	یہ عمر دروزہ کوئی صورت سے بر کر
دل ٹکڑے ہوا جاتا ہی پھٹتا ہی کلیجا	لٹہ زبان بند تو ای مرغ سحر کر

تا داشت کو خون کف پاسو کر و گلزار
مجنون کو صبا آمد لیلے اسی خبر کر

ہم زمی اغیار اثر خوب نہیں ہے
ہوئی ہی بڑی صحبت نا جنس حذر کر

پھر مژد دل کو ہوئی وحشت بیابان دیکھ کر
درسم دبرسم ہوئی یکسر مرے ہوش خرد
دشت ہوا من کشیدہ میر جسم زار سحر
کشتہ شمع حینان جانتی ہیں سب مجھے
ابری آیا زری گیسو و شبکو کا خیال
کچھ لب اعجاز سے فراتو ای رشک مسج
نقش پرداز ازل کو دست قدرت چو
وحشت دل کا سبب مکر ارباب حیان
یقرا سی سے نہیں پاتا کوئی پہلو قرار
صبر کر تو مصر میں ہو نیکو ہی ہر دل عزیز
بتکہ ہو کر جو مسجد میں گزر کرتا ہو غین
بل بلانہ دیدہ خون تابہ افشاں کی بہار

تلو و کھجلا لنگے خار مغیلاں دیکھ کر
ای پری پیکر تری زلف پریشان دیکھ کر
خاک کھاتو میں مجھے خار مغیلاں دیکھ کر
سبزہ تربت مراد قیغ الاں دیکھ کر
رو دی روشن باد آیا ماہ تابان دیکھ کر
چپ ہن عینی صورت بیمار حیران دیکھ کر
ایک عالم ہو ہے تصویر جانان دیکھ کر
منزلوں ہم بھاگتی ہیں شکل انسان دیکھ کر
گوہر غلطان ہوا ہوں تیرے دندان دیکھ کر
یوسف کنعان نہ گھبرا شکل زندان دیکھ کر
جانتا ہی گبر مجھ کو ہر مسلمان دیکھ کر
پانی پانی ہو گیا ابر بہار ان دیکھ کر

کس قدر ہوا پندل کو لذت ایذا کا شوق
 ہر قسم کا منہ نکال کر تا ہوں شکلِ آئینہ
 جذبہ شوقِ شہادت کا اثر ہر گہ میں ہے
 مایہ ہمدردی جان ہے دردِ اہل درد
 برقِ مہی ہے بڑبھا دل کی طپشِ سائین
 کیون نہیں ہو تو تم اپنی زلف سے پانچال
 شامِ فرقت میں نظر آتی ہیں تارِ چشمِ غول
 زخمِ حسرت دل پہ کھا کر بلبلینِ بیدم ہوئیں
 آرزو لا کھوں ہوں جس دل میں ان ہو بھون
 کیون ایسے سرد و ان ہو صیدِ امِفتش پا
 دشت کو بھاگتے ہم مفتوحِ چشمِ یار ہو
 ہر روش پر کبک قمریٰ ڈر کھو ہیں پزل
 کیا سما نیکی نظر میں باغِ رضوان کی بہا
 آفتابِ حشر کو کہہ دو کہ ہو ذہِ چند گرم
 ہونہ بدظن ہم سے ایسی صیاد جاتی ہے بہا

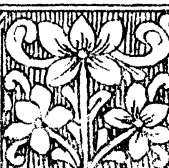
رخصت کو منہ کھل پڑی قاتلِ نمکدانِ بھیکر
 رہتے ہیں حیران مجھے گہر و مسلمانِ بھیکر
 سر جھکا جاتا ہے قاتلِ تیغِ برانِ بھیکر
 ہر بجائے ہو جو نالانِ دل کو نالانِ بھیکر
 جوش پرستی ہیں آنکھیں زور بارانِ بھیکر
 پوچھتے ہو مجھے کیا مجھ کو پریشانِ بھیکر
 آج دل بیتاب ہے وحشتِ کساں بھیکر
 خاک میں گل مل گئے قاتلِ کلاہانِ بھیکر
 رو دو یا تقدیر تو مجھ کو پارانِ بھیکر
 تیرا اندازِ روش کبکِ خرا مانِ بھیکر
 اور بھی وحشت بڑھی چشمِ غزالانِ بھیکر
 پانوں رکھنا باغ میں سر و خرا مانِ بھیکر
 ہم کہاں جا لیں الہی کو ی جانانِ بھیکر
 جاتی ہیں حشر میں ہم دلِ غِ غزبانِ بھیکر
 پھر قفس میں آئیں گے گلستانِ بھیکر

کیا حقیقت ہے عدوی دہ تو اک دباہ ہے دم دبا تو ہیں ہمیں شیر نستان دیکھ کر

تاب کیا لاتا کلام برق دکائی اسی اثر
ہو گیا فی النار اسدا پنا دیوان بچھ کر

ہے سرو کہان قامت جہان کو نرا
کب گل ہو تری عارض خندان کو برابر
اک رات بھی آرام سوا یہ ماہ نگر زری
اسی حور لقامیری زیارت کے لئے آ
ہنس ہنس کے لگائی ہو جوا دشوخی تو
ہو عشق مجھے مصحف رخسار ستم سے
اسی آتشِ فرقت نفسِ سرو جو کھینچون
در کار ہے شمشیرِ کرم قتلِ عدو کو
عشاق کو دل چشم سے رہ خستہ
قاتل مرے زخموں پہ یہاں تک ہو نگریز
کافر ہوں اگر مانتی ہو کچھ روح کو راحت
منت کشیِ خنجر کی حاجت نہیں دل کو
تھی بھی نہیں ہو دل نالان کو برابر
سنبل بھی نہیں زلف پریشانگی برابر
سہتے رہی صدے شب ہجرانکے برابر
روضہ ہو مدارِ روضہ رضوانکے برابر
ہر زخمِ بدن ہو گلِ خندان کے برابر
زاہد ہے مرا کفر بھی ایمان کے برابر
ہو موسمِ گرما بھی رستان کو برابر
سینفی کا عمل بھی نہیں احسان کو برابر
کافرنے کئے خونِ مسلمانکے برابر
ہر زخمِ نمک سی ہو نمکدانکے برابر
دنیا ہو مرے واسطے زندانکے برابر
لب یار کو ہیں چشمہ حیا نکے برابر

<p>سردی کو حاضر ہیں تری سر کی قسم ہم فردا ہی قیامت سو ڈرون کس لئے زہد اسی گل ہی تیری عزت و توقیر دور وزہ کیا ایسے مسلمان کو مسلمان کہو کوئی یا راہِ پنا اگر روزِ ن دیوار سے جھانکے آرام ملا بعد فنا فضلِ خدا سے جب داورِ محشر کو دکھانا ہو رحیمی</p>	<p>اسی جان بہین سرتیرا ہی قرآن کو برابر کیا روزِ جزا ہو شبِ ہجران کے برابر گلشنِ بہین سمجھ آپ کو مہمان کو برابر جب تک کہ مسلمان نہ ہو مسلمان کو برابر ہر ذرہ بنے مہرِ درخشان کے برابر ہے گورِ سیہ مجھ کو شبستان کو برابر زائد کی ہی طاعت مرے عصیان کو برابر</p>
--	---

<p>گر جان بھی جاسیگی تو ایمان کی کہیں گے ہوتی ہو اثرِ جان بھی ایمان کے برابر</p>	
---	---

<p>چاندنی تھی عشق میں تا وقتِ سحر دیوار پر لکبک بھی دیتی ہیں جان دوس سرِ خوش فضا پر مٹھ کی کھا ہی جو گری اس خنجرِ خونخوار پر بام پر پہو پچا میں چڑھ کر سایہ دیوار پر تارِ سنبل کا ہوا عالم نگہ کے تار پر داغِ خون کو کین ہیں دامنِ کھسار پر</p>	<p>پڑ گئی شب کیا نظر مہ کی رخِ دلدار پر نغمی ہی عاشق نہیں ہی قامتِ دلدار پر ہو دل نادان نہ مایل بروِ خمدار پر ناتوانی کا ہوا احسان میرِ حوسم زار پر شب جو آنکھیں پڑ گئی زلفِ سیاہِ یار پر ضلِ گل میں یہ ہجوم لالہ اسی شیرِ نہین</p>
--	--

اوس فرنگن ادا کو حالِ دلِ سوزان لکھوں
 زاہد دیکھے سر جھکے ہیں بہر طاعتِ صنم
 میں جو لکھتا ہوں غزل و صافحہ پائین
 تیرے کوچہ میں جو ٹھہرا استراحت کیلئے
 ظالموں کو شادمان رکھتا ہے خرچِ ظلم و
 میری مژگان پر نہیں اشک ہیں تیرے حضور
 قیس لیلیٰ کی نہیں لباسِ زمانہ میں تیرے
 چشم کی گردش جو شمشیر نگہ کو ہر فسان
 کعبہ سجدہ میں ہو جیسے روبرو سیکدہ
 بلبلی شہید اتوارِ عشق کی تاثیر دیکھ
 رفتہ رفتہ خاکسار و نکو ہو اگر تارِ اوج
 خرمنِ ہستی ادا کو جلا دیتا ہوں میں
 قدردان ہوتا تو کتنا قدر دانی سنِ شار
 رات بھر رہتے ہیں عاشقِ چشم کو کب کی طرح
 دیکھ کر گلِ بیرسن کیا کیا جوانِ جاہل

بہر طاعتِ صنم

بہر خامہ دی مجھے لا کر جو موسیقار پر
 طاق کعبہ کا ہے عالم ابرو و خمدار پر
 اہل سفینِ صفا کر تو ہیں مری اشعار پر
 سروای بہر سایہ چڑھ گیا دیوار پر
 خندہ ہی آیا نظر ہر دم لبِ سو فار پر
 سامنِ خورشید کر زانِ شجرِ بنم خار پر
 عاشق و معشوق سب مری ہیں میری یار پر
 بازو کی حاجت نہیں قابلِ تری تلوار پر
 ابرو و خمداریوں کی چشمِ مستِ یار پر
 گلِ ہنساکر تو ہیں تیرے نالہ ہزار پر
 سایہ چڑھ جاتا نہیں اکبار کی دیوار پر
 ہے گمانِ برق میری آہِ آتشبار پر
 آسمانِ عقدِ ثریا کھلک گوہر بار پر
 آنکھ کھولو اعتبار وعدہ دیدار پر
 ہیں گریبانِ چاک تیری ٹہنی دستار پر

ہمسے رند و نکو جهان ہو حضرت واعظ کا	ایسی جنت دار پھینکیں خانہ خمار پر
یاں ہوا کرتا ہی سودا نقد جانکا گھر گھڑی	فوق ہی تیری گلی کو مصر کے بازار پر
گردش یا مہسوی غافل و ڈرتے رہو	اعتماد اصلاً نہیں اس گنبدِ دوآر پر
ہوں نواسنج گلستانِ علی مرتضیٰ	فوق ہو بھگونہ کیونکر بلبل گلزار پر
پاسلِ پواد کیا ہو کردن او نہ نثار	جان و دل قربان ہیں آں اجمِ مختار پر
داسلِ اس مہرِ سالت کا ہی میری ماتھ میں	آسمانِ صدقی ہو جسکے گنبدِ دستار پر

آسرا ہم اور کوی ای اثر رکھتے نہیں	صرف تکیہ ہے جنابِ حیدر کرار پر
اسے منقوٹ	

وصل کی شب میں ہو یون مرغِ سحر کی آواز	جسطح ہو ملک الموت کی پر کی آواز
فصل گل باؤ دلاتا ہے خزاں کا موسم	حسرت انگیز ہے اوراقِ شجر کی آواز
شام ہی سو تھا شبِ وصل میں نالائقی	آج آتی نہیں کیون مرغِ سحر کی آواز
ایتوبیری میں ہیں اس طرح ہمارے نالے	صبحِ دم جیسے کہ ہو کوس سفر کی آواز
ماتھ ٹوٹیں ترے گھر خیال بجا بنو اے	یار پہلو سے اوٹھا سننے لگی آواز

خانہ یارین کیا غیر ہین سرگرم کلام	آتی ہو خلد سو کیون اہل سقر کی آواز
کب تک تملو پکار کرین یارانِ عدم	کیا اُدھر کو نہیں جاتی ہے ادھر کی آواز
نوک دم بھاگے جو میدانِ سخن ہو اعلیٰ	دادا جوابِ نودی طبلِ ظفر کی آواز

تھوڑی شب ہتی ہو گرم فغانِ تھکائی	ہونہو تھی وہ شرربارِ اثر کی آواز
<h1>سین مہل</h1>	

جب سیم صبح کہتی ہو کہ ای مرغِ قفس	جوشِ پُرفیض بہاری ہو چمنِ ہل سب
کیا تمنا گیرِ گلشن کی تر جوی میں نہیں	کیا تری دلدین نہیں ہوتی رامی کی ہو تر
اوس تب دکر یہ کہتا ہوں کہ ای بادِ صبا	ہوں گرفتارِ قفس چلتا نہیں کچھ اپنا سر
دور از گلشن فتادہ در ہوا و دیدِ گل	دستِ حسرتِ لحظہ لحظہ میرِ خمِ ہچو مگس
ہر دم وہر لحظہ گریہ یکدم در شوقِ او	اشکِ غم از چشمِ تر جارتی چون رود اس
جب قلقِ بڑھتا ہوا بنودل کو کہتا ہوں نہیں	گیرِ گلشن کے لئے اتنا نہ اسی نادان سر
پانہادن در رہ پر خارِ حسرتِ الہی	چون بدایانِ گلِ مطلبِ نباشد دسترس
ایسی ہن جز تحمل اور کچھ چارہ نہیں	فائدہ فریادِ سو کیا جب نہ ہو فریادِ رس

ہو اسیری میں اثر و در زبان قبول رند
دل گرفتہ ہوں مجھے یکسان ہو گلزارِ قفس

یار کیونکر نہ ہے غیر دلِ نزار کے پاس
ہے زلِ چہرہ بہتاب کا پہلو دابے
دیکھ کر ابلِ بیدار تجھے اے ظالم
ہیں جو غورِ شید قیامت کو نمودِ وزن
جان دی دیا گھٹک کر ہو گلشنِ مین
ہم سو آزدہ تم ای شیخ و برہمن کون ہو
اوڑتی ناگنِ گلماں ہوتا ہی ڈر جاتا ہوں
مذہبِ عشق میں تخصیص نہیں صحبت کی
کس خرابی سے اگر پہونچے بھی گرتیڑپنے
جب مری پاس نہیں میری لہو یکسان
حرکت میں ہر گ شوقِ شہادت میری
قتل میں دیر نہ کر کھینچ کر سے تلوار ۛ

گل کو فطرت نے جگہ دی ہو سرِ خار کو پاس
نقطہ خال ہو یا عارضِ دلدار کو پاس
عذر کوئی نہ رہا تیرے گنہگار کو پاس
سایہ دیکھنا کبھی یار کی دیوار کو پاس
پھول صیاد نہ رکھ مرغ گرفتار کے پاس
دیکھ لو سب بھی گردن میں ہر نزار کو پاس
زلفِ آبی ہو ہو اسی جو رخِ یار کو پاس
کبھی زاہد کو قرین ہوں کبھی میخوار کو پار
گر پڑے صورتِ دیوار درِ یار کو پاس
ساتھ دشن میں کو ہوں آپ کہ دو چار کو پاس
سر جھکاؤ جو کھڑا ہوں تری تلوار کو پاس
یا مجھے بھیج دے جلا دجھا کار کو پاس

چشمِ بیمار کیسی جو اثر یاد آئی ۛ

ہم اعادت کو گئے نرگس بیمار کو پاس

ما تھو نین تری ہاتھ لیں اغیار صد افسوس	حسرت سولین ہاتھ ہم ای یا صد افسوس
تو مجھ کو رہا بر سر انکار صد افسوس	نکلی نہ تمناے دل زار صد افسوس
عین ہی بھی مدد ادا کے لئے آنکھ سے	تو بھی نہ جیا ہجر کا بیمار صد افسوس
کیا ہوتا اگر غیر کو ہمراہ نہ لاتے	تم آئے مری دید کو بیکار صد افسوس
کس شوق سے ہم سر کو جھکاؤ ہو قاتل	نکلی نہ کمر سے تری تلوار صد افسوس
جس سے کہ کہیں اہل جہان نکو ستمگر	تم کام وہی کرتے ہو ہر بار صد افسوس
اغیار کی خاطر وہ ستمگار ہمیشہ	رہتا ہی مری در پے آزار صد افسوس
لگ جای نہ ٹھو کر کہیں دشمن کی لحد کو	ای یار بُری ہو تری رفقا صد افسوس

کھڑکی سے ذرا دیکھ اثر مر گیا شاید
اک لاش پڑی ہو پس دیوار صد افسوس

شین معجبہ

نہیں کچھ غم تو تم ہو جو ناخوش	تمہاری ناخوشی میں ہو خدا خوش
خدا آباد رکھے ای شہ حسن	بہت تو زنجیر و نگو کیا خوش

صداسکر ہاری دہ ہوا خوش
 رہے دہ خوش جسے رکھو خوش
 دہ خوش کس سے کس سے دہ نا خوش
 خدا خوش مصطفیٰ خوش متضاد خوش
 کوئی ایسی عنایت پر ہو کیا خوش
 کیا تھے ہمیں بڑا تنہا خوش
 نہورنگ چمن پر پی صبا خوش
 الہی رکھا دھنیں جگ میں بہ خوش

فقیری ہمیں آخر کام آیا ۛ
 بتو کیا تم رکھو گے خوش کسی کو
 نہیں معلوم کچھ مرضی مولے
 مبارک ہو خوشی او سکھو کہ جس سے
 رقیب آیا ہے لیکر نامہ یار
 عدو کے سامنے کی پرستش حال
 کوئی دم کا ہے مہمان موسم گل
 مرے غمخوار ہیں لقمان حیدر

یہ دنیا اسے اثر دار الممن ہے

کوئی خوش یاب نہیں سب ہی ہیں نا خوش

صاد مہملہ

اپنی سینہ میں لگا دل کرنی مینا بانہ رقص
 ہاتھ میں لاد سکے نکر تا سبھ صد وانہ رقص
 شمع ای گلرو درگی صورت پر دانہ رقص

دیکھ کر اوس شوخ کا ظل میں شوقانہ رقص
 گریبان مست کو زام نہ کر تادل میں یاد
 دست رنگین سے اگر تو نہ لیا گل زم زمین

صاحبِ عقل و خرد کو ہوش کو چکر میں لگا	ای فرنگن زادہ عقل میں ترا ستانہ قص
مستی توحید اپنی گرد کھائیں ہم تجھ	وجد میں آکر کرے ای رب ہمیں تجانہ قص
تیری آمد کی خبر ساقی جو پہونچی بزم میں	شیشہ فہقہ کراوٹھا کرنے لگا بیاناہ قص
مستی محبت جو اداس کی جوش پیرا آئی	گرد بادوں کو دکھاتا ہی ترا دیوانہ قص
تو اگر جاو گلستان کو کہ آئی بزم میں	اگر توہن تیری خوشی میں بلبل پروانہ قص

جنش پایار کی کرتی ہو خون اہل بزم	ای اثر کیونکر نہ کہی اسکو سفاکانہ قص
----------------------------------	--------------------------------------

صاد مجملہ

عاشقوں کو دعا عطا کیا باغ وضو انسی غرض	روح کو بعد فنا ہی کو یو جانا نسے غرض
دشت و صحرا چاہے کوہ و بیابان چٹا	کیا مری و حشت زدہ دل کو گلستانسی غرض
پھر مری دل کو ہوا ہی لذت انداز کا شوق	پھر میں رکھتا ہوں کیسی نوک مرگانی غرض
کیا وطن کی آرزو مری دل نالاں کو ہو	کب سنائی کو کہ کھتی ہو نیتا نسے غرض
ہیں لب جان بخش جانان چشمہ آب حیات	ہو مبارک خضر تمکو آب حیوانسی غرض
موتم گل ہو کہ ہو عہد خزان ای ہم صغیر	ہم سیرانِ قص کو کیا گلستانسی غرض

تجھ کو ایو شکسچا چھوڑ کر جاؤں کہاں	میں ہوں بیمار محبت مجھ کو در مانسے غرض
اہل دولت سے بہن تغنی تری در کے فقیر	سور میں لیکن نہیں کہتے سلیمان سے غرض
زندگی کرتے ہیں میدا نہیں کبھی زیر شجر	ہم فقیر و نکو نہیں لویاں و ستاں سے غرض
کیون تیری عبت کرتا ہوں واعظ قیل و قا	کافر عشق صنم کو دین ایمان سے غرض
او سکی چشم کفر پر کو ہو کیا پروا دل	نامسلمان کو نہیں ہوتی مسلمان سے غرض
زاہد جنبہ طلب کو آدمی سے ہی گریز	در نہ انسان کو ہو اگر تو ہی انسان سے غرض
سینہ شانہ کی صورت ہو رہا ہے چاک چاک	ہو دل غمناک کو گیسوی جانان سے غرض
پاس تیرے عارض روشن کو خیال سیما	ہندو کو کفر آشنا رکھتا ہے قرآن سے غرض
اہل عصیان سے ہوا ہے رحمت حق کو ظہور	رحمت حق کیون نہ کہے اہل عصیان سے غرض
پاکو ثروت گھر نہ بھولا آدمی پردیس میں	مصر میں باقی رہی یوسف کو کنعان سے غرض
کہد و میری چشم تر لیجا ہی اپنی کشت میں	مردم دہقان عبت رکھتا ہے باران سے غرض
پھر کہاں عاشق فروغ حسن بزاہل ہوا	ہوتی ہے پر دانہ کو شمع فروزان سے غرض



سہجے شوق شہادت میں کیونکر ایو اثر
کردن خم گشتہ کو ہی تیغ جانان سے غرض



طا کے مہملہ

شوق میں ہم تو لکھیں تبار خط
 کب پہونچے دیو میں اغیار خط
 ایک بھی ہم کو نہ بھیجے یار خط
 لکھتے ہیں ہم یار کو بیکار خط
 غیر پڑھتے ہیں سر بازار خط
 ہو گیا بیزار پڑھ کر یار خط
 نکلا آخر بر سر رخسار خط
 جاے لیکر مرغ آتشخوار خط
 پھینک دیتا ہے پس دیوار خط
 ڈر یہی ہے پڑھ نہ لین اغیار خط
 روز لکھتے ہیں اوس دو چار خط
 لیچلا رکھ کر تم دستار خط
 لکھ نہیں سکتا ترا بیمار خط
 لائے یارب قاصدِ دلدار خط
 دے اگر اوس پر تری تلوار خط
 اوس کے کوچہ میں ہوا کاغذ کا ڈھیر
 راز دل کیونکر لکھیں ہم یار کو
 ایک کا بھی تو کبھی دیگا جواب
 جانتا ہے سر برابر نامہ
 تار سطر ہو گئی ہیں انگلیاں
 یہ دعا رستی ہے ہر دم ہجر میں
 پھر نہ دکھلاے کہیں گردنِ عدو

لکھتے ہیں یوں خطا دے رہے ہیں	جس طرح لکھے کوئی میخوار خط
غیر کو لکھے ہیں زہریلے کلام	جائے قاصد لیکے جائی مار خط
تو نہیں لکھتا کلام التیام	کیا لکھیں تیرے جگر افکار خط
اک قلم پایا نہیں کوئی جواب	بھیجے پہننے کتنے نامے تار خط
بڑھ گئی سبزہ سوس گلشن کی بہار	جلوہ فرما ہے سر رخسار خط

شرح غم سے مثل نائغ ادا کرتا	ہو گیا ہے نامہ بر پر بار خط
-----------------------------	-----------------------------

طالعے مجملہ

تیرے بچنے نے کیا مجھ کو تہی سوا عظم	اثر و عظم ہو خاک نہ دل پر واعظ
دیکھ ہو شیار ہو غصہ میں کریں ہاتھ نہ بٹا	رند تجھے نظر آتے ہیں مکدر واعظ
ذکر حور این ہستی کا ذرا چھیر تو دے	ابھی میخانہ سے ہم آئے ہیں بکیر واعظ
اس توقع پہ کہ جنت میں ہیں تو کی نہیں	تارک بادہ کشی کوئی ہو کیونکر واعظ
مے کا کیا ذکر کرے اب بھی تو ادب نہ حرام	رند شامت سے جو مہمان ہوں تیرے گھر واعظ
گھوم پھر کر جو سنا تا ہی میں حور و نکلی	موجنت سے تری سر میں ہے چکر واعظ

نہ ڈرائش دوزخ سے اثر کو نادان

وہ تو ہے سید و مباح پیمبر واعظ

عین مہملہ

رہرو کی کیوں نہ یار سوزنہن کو اطلاع
راکب کی ورنہ ہوتی ہو تو سن کو اطلاع
اب تک نہیں ہوا سکی برہمن کو اطلاع
ہوتی جو قید چاہ کی بیزن کو اطلاع
پہونچی نہیں ہو برق کی خرمن کو اطلاع
اسکی نہیں ہو بلبیل گلشن کو اطلاع
اسکی نہ پا کو اسکی نہ گردن کو اطلاع
سنبل کو ہر خبر نہ ہو سوسن کو اطلاع
اسکی نہیں ہو یار کے جو بن کو اطلاع
ہوتی جو اپنی حال ہی دشمن کو اطلاع

سہ تیرے آتے جان کی دشمن کو اطلاع
ایو واجب کہ جان کی نہیں کو اطلاع
اصنام دیر کلمہ لوحید پڑھتے ہیں
لیتا کبھی نہ قائم منیرہ کی چسپاہ کا
واقع نہیں ہیں آہ شر بار سی قیب
دو چار دن میں فصل بہاری کا کو سچ ہے
سرسر کر کو ہے طوق نہ زنجیر کی خبر
رسی ملی ہی بال سوار ہیں یار نے
کیا فتنے اوٹھ رہی ہیں زمانہ میں ہر طرف
روتا ہمارے واسطے وہ دوست کی طرح

سینہ کو چاک کر کے اثر کیا دکھائے

ہے داغ دل سودا دس مہر روشن کو اطلاع

رہتے تھے جن میں پریشان جمع
کیون نہو خاطر پریشان جمع
شب تہہ میں ہیں ماہستانی پر
جام دینا دمی بہ جو بن ہے
ہنیں حلقہ کئے ہیں تھکوا حسین
کیا خدائی بتوں نے دکھلای
زخم دلی خبر جو لیتا ہو ہا
ہم سے کیا پوچھو ہو اسی صاحب
چشم بزدور بزم میں خوش چشم
جب سودا دے زلف یار ہوا
اے فلک اب وہاں ہیں جمع
آج ہیں بخوری کوساں جمع
ساتی و مطرب خوش الحان جمع
میکشی کو ہوئی ہیں خواب جمع
تاری ہیں گرداء تابان جمع
ہیں ستم خانہ میں مسلمان جمع
پہلے کر لیجئے نمکدان جمع
دل میں ہیں ہر طرح کے ارمان جمع
آج ہیں صورت غزالان جمع
نہوئی خاطر پریشان جمع

اے آئینہ گویا ہی پریشانی

ہو گیا تھو بھی اپنا دیوان جمع

عین مجھ

کیا کہوں کس قدر اٹھاؤ داغ	دل بنا تھا مگر برائے داغ
بہرین گر چہ مینے کھائی داغ	دشمنوں سے مگر چھپائی داغ
داغ دل کم نہیں ہیں انجم سے	تجھے کیا کیا فلک نہ پائی داغ
او طیبو تمہیں نہیں معلوم	مرحم وصل ہو دوائے داغ
داغ تازہ کہان جگہ پائین	اب نہیں دل میں اور جاؤ داغ
گل سمجھ کوہ دیکھنے آیا :	کیون دلا کچھ تو کام آئی داغ

ہے اثر کی دعا ہی کہ خدا
دوستوں کا نہیں دکھائی داغ

روشن کوئی کرے نہ کرے گور پر چراغ	بیل کا ہو جو ہم ہمارے سزا پر
یون تیری روز بروز نظر آتا ہے آفتاب	اور کر پہونچتا اس گل خنداں کو روز
جلتا ہے ساتھ ساتھ شبِ حیرت میں	رکھتا ہے لو لگی کسی شعلہ عذار سے
ہے میرے روز وصل سے روزِ عداوت	شب کی طرح جلایا نہ کیوں اپنی گھر چراغ

جنگِ اُحد کی رات عبادت میں کر بسر	نادان جلا آتین درود یو پر چراغ
ہم اپنوداغ دل کی طرف کر آہن گاہ	جسم کی گوریہ گور پہ آ یا نظر چراغ
بادِ سموم مرگ و جان کو نہیں گریز	دست ہو اسی پانہیں سکتا مفر چراغ

سوسن کی طرح سوزِ جدائی سے ادا اثر	جلتے ہیں تابِ صبح ادھر سے ادھر چراغ
-----------------------------------	-------------------------------------

دین

پھر چلے ہم جوش و حشمت میں بیاں کی طرف	پانوں پھر اٹھنے لگے خاموشی کی طرف
پھر جنوں نے سرا دھیا پھر حسی و شہوی	ہاتھ پھر بڑھنے لگے حبیب گریبا کی طرف
پھر تصویر میں کسی کے ابرو کی خمدار کے	اپنا سر جھکنے لگا شمشیرِ بران کی طرف
پھر دہی سودا ہوا گیسو و جانا کا ہمیں	سیر کو جان لگی پھر نبستان کی طرف
یاد پھر آئی سیکی نوکِ مرگانِ دراز	خونِ دل پہنے لگا پھر حیدرِ مانجھڑ
پھر سیکی چشمِ شہلا آفتین ڈھان لگیں	یاس و تگن لگی پھر گریستان کی طرف
پانی پانی پھر لگی کرتے کسی یوسف کی	پھر چلا اگر نیکو ادا چہ زرخندان کی طرف

ذوق ایذا پھر لگا کرتے جگہ دل میں اثر

دیکھتے ہیں پھر کسی ٹوک مرگان کی طرف

ستگر نہیں ہم کسی طرف
نہیں انکو جھگڑے میں کوئی طرف
ذرا دیکھئے اپنے جی کی طرف
غضب کی نظر کیوں ہی میری طرف

نہ دل کی طرف ہیں تیری طرف
ہمیں کیا ہو شیخ و برہن ہو کام
خطا ہی ہماری کہ ہے آپ کی
سراسر ہو صاحب عدو کا قہقرو

کمینوں پہ غصہ نفر مائے
اشتر دیکھئے آپ اپنی طرف

نہیں معلوم کہ کیا ہو شہرہ والا بخف
مالک ملک رضا ہو شہرہ والا بخف
پر نہیں حق سوجدا ہو شہرہ والا بخف
سببِ شکل بقا ہو شہرہ والا بخف
حامی ویرنہ ہو شہرہ والا بخف
دافع رنج و بلا ہو شہرہ والا بخف
مالک ہر دوسرا ہو شہرہ والا بخف
عافی جرم و خطا ہو شہرہ والا بخف

منظم ذات خدا ہو شہرہ والا بخف
ہو رضا و سکی وہی جو ہو رضا خالق کی
ہم نصیری تو نہیں ہیں کہ کہیں سکا و خدا
وہ نہ ہو تا تو فنا روح کو لاحق ہوتی
اوسکی تلوار ہوئی ماحی کفر و بدعت
خداست عقدہ کشائی اوسحق کو بخشی
جب کیا حق را و سنا شہرہ دارین
در گزر کرتی ہوا عداستہ کریمی اوسکی

مرد میدان و غاہی شہ والائی نجف
مخزن جو دو عطا ہی شہ والائی نجف
بنیج شرم و جیا ہی شہ والائی نجف
معدن صدق صفحا شہ والائی نجف

لافتی روز احد جن ملک بول اٹھے
اوسکے درسی کبھی محروم نگر اسایل
عیب پوشی سی ملا خر قہ معراج اوسے
جو ہر پاک بنایا ہی خدا نے اوسکو

عرض کر حال دل زار اثر اوسکی حضور
درد عالم کی دوا ہے شہ والائی نجف

ق

درد ہے رنج ہی بلا ہے عشق
نام لوگون نے رکھ دیا ہے عشق
چاک پیرا ہن جیا ہے عشق
سارے عالم ہی سوجھا ہے عشق
ہر دو عالم کا مدعا ہے عشق
کبھی جان بخش و جان فرا ہے عشق
درد دل کی کبھی دوا ہے عشق

کیا بتائے کوئی کہ کیا ہے عشق
دونوں عالم کی بیقراری کا
دشمن عصمت زلیخا ہے
اسکا عالم سمجھ سے باہر ہے
کون و تکوین کا ہوا ہے سبب
جان گزرا ہے کبھی کبھی بنوز
ہے کبھی شکل صدمہ روحی :

کبھی شکوہ کبھی گلا ہے عشق	کبھی شکر و عطا و صبر و رضا
کبھی درمان کبھی شفا ہے عشق	کبھی مرگ و قضا و درد و الم
کبھی صورت دہ بقا ہے عشق	کبھی شکل فنا و معدومی
دو دنوں عالم کار بہنا ہے عشق	ہادی و رہبر و پیمر ہے
حق تو یہ ہے کہ خود خدا ہے عشق	اسکار تہ کوئی بتائے کیا
کشتی دین کا نا خدا ہے عشق	ڈوبتوں کو نجات کی صورت

مرغ جان گسل اسے کہے	اے اثر درد لا دو اہو عشق
---------------------	--------------------------

ہو نہ دشمن بھی مبتلا ہے فراق	عبت آگین ہوا جبرائے فراق
مین ہوا جب سے آشنا ہے فراق	اپنے سحر میں بن غم و حرمان
خون دل ہو گیا غذا ہے فراق	لذت غم بتا کہ کیا کھائیں
خیر اک دن ہے منتہا ہے فراق	وعدہ وصل حشر ہی پہ سہی
کیون نہیں وصل انتہا ہے فراق	انتہا وصل کی فراق ہے جب
مول لادی کوئی دوا ہے فراق	نقد جان تک نہیں دریغ نہیں

جب عاکو ہے صدا اثر کیسا تھ	
----------------------------	--

کیون نہ مانگا کرے دعاے فراق

جب کبھی آؤ پے سیر گستان عاشق
 صرف رنگت پہنیں بلبل نالایا عاشق
 جوش پر لائو اگر دیدہ گریبان عاشق
 عمر بھر مردہ ہندو کی طرح جلتا ہے
 کیا دم سیر تو داغ دیکھ تو زانو خدیں
 استخوان جسم کو فرقت میں بنا رکھا ہے
 عزت رتبہ معشوق سے محروم رہی
 توجہ فرمائے ابھی سر پہ خنجر کھدیں
 تیری ہر ظلم کے پہلو کو سمجھ جاتا ہے
 کیون تری قدر نہوسا کر پر زانوین
 تم وہ معشوق کہ دشمن ہو تمہارا معشوق
 میں کہیں جاؤں نہیں چھوڑتی تجھ کو وحشت
 دیکھ کر صحن چمن میں تری رفتار کی سیر
 بلبل دگل ہی نہیں تیری فدا مٹی سنبھلے

اگر گئے گل کی طرح چاک گریبان عاشق
 تری آواز پہن مرغ خوش الحان عاشق
 کردی عالم میں بیابان کاطوفان عاشق
 بت پہ اللہ نہو کوئی مسلمان عاشق
 شکل ملاؤ گلستان میں ہیں قصا عاشق
 سگ جانان تجھے کر نیکو ہی مہمان عاشق
 ای زیبا نہو ایوسف کنعان عاشق
 میں شہ حسن ترے تابع فرمان عاشق
 تو سمجھتا ہے سنگ مر مر کہ ہر نادان عاشق
 وہ پری تو ہے کہ تجھ پر ہو سلیمان عاشق
 میں مع عاشق کہ ہر عجیب شہ ہجران عاشق
 میں ہ مجنون ہوں کہ مجھ پر ہیایا عاشق
 کہکب کیونکر نہو امی نہ خراپان عاشق
 ہو گیا تجھ پر کستا کستا گلستان عاشق

نکھل پر روانہ ہوئی شمع فروزان عاشق	بزم میں دیکھ کر ایسے ترے خسار و نکو
نکھل آئینہ رہا کرتے ہیں حیران عاشق	روی معشوق میں کیا اونکو نظر آتا ہے
تو بھلی انسان پہ ہوا کرتا ہوا انسان عاشق	عشق میں حالت انسان کی گزر جاتا ہے
چھوڑ کر جا ہی کہاں کو چہ جانان عاشق	نہ بیا بان میں اوسو چین نہ گلشن میں قرار
وصل کو نام سے ہو تو ہیں گریزان عاشق	مدتوں تک جو اوتھا تو ہر فرقت کو ہر
زیست سے جانتے ہیں مرگ کو آسان عاشق	کھیل ہوا ونکے لئے دار فنا سے جانا
سر پہ تیری نہ ہیں جلاو کا احسان عاشق	مثل فرما دفا کرتی ہیں جان شیریں
تو پیشان ہو ستھر کہ پیشہ مان عاشق	منع کرتی تھے نکر جو خدا ہے منصف

دلبری تیری سخن میں ہو کچھ ایسی کہ اثر	تیرے انداز سخن کے ہیں بخندان عاشق
ک ا ف	

نہ کی اوسنے مری جانب نظر تک	بہے ساتھ اشک کو لخت جگر تک
پریشان ہی رہے ہم عمر بھر تک	رہا سر میں تری زلفوں کا سودا
نہیں بازو میں اپنے ایک پر تک	عجبت صیاد کو ہے بد گمانی

خبر آئی مرہیں دردِ عسَم کی	کوئی کردی خبر اوس بیخبر تک
تراکت سو لگی بل کرنے کیا کیا	ابھی زلفیں نہ پہنچی تھیں کمر تک
جلے جاتی ہیں شکلِ شمع سوزان	ہمیں باقی نپاؤ گے سحر تک
اگر ہم یاد ہوتے تو نہ آتے	وہ آنکھ تھو بھول سے ادھر تک
دم گریہ بھی غالب نہ توانی	پہنچتے لُختِ دل کیا چشمِ تر تک

خدا جانے اُتر کو کیا ہوا ہے	رہا کرتا ہے چُپ دو دو پہر تک
-----------------------------	------------------------------

بت رہیں بر سرِ جفا کب تک	انکا یہ زور اسے خدا کب تک
عمر رکھتی ہے یار کا انداز	دیکھتے کرتی ہے وفا کب تک
پرسشِ حال روز کرتے ہو	کرمِ صبر آرزو کب تک
بے نیازی کی حد نہیں ملتی	کوئی مانگا کرے دعا کب تک
امتحانِ جفا تمام کر دو	ستمِ صبر آرزو کب تک
ہجر کی ہر گھڑی قیامت ہو	دیکھتے آتی ہے فضا کب تک

شکر کا کام لے زبا سے اُتر	شکوہِ بختِ نار سا کب تک
---------------------------	-------------------------

ردیف کاف

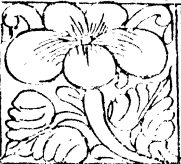
بدلا ہوا ہے جیسے چمن کی ہوا کا رنگ
خوشتر کہیں ہو گل سے تری دست کا رنگ
رنگین مزاج رکھتے ہیں ہر بات کی تمیز
یہی ہزار رنگ کی پوشاک دہرے
رنگتین سیر بخت سے رکھتی ہے ہماری
جیسے بہار آئی ہے اترائی پھرتی ہے
کیونکہ غیر اوی گل خندان ہنس کرے
سنتے ہی میری عرض ہوا لالہ نکام نہو
لالہ شہید ہے تری دستار سنج کا

اچھا نہیں ہے بلبل رنگین نوا کا رنگ
اسی شوخ اسکو سامنے کیا ہے حنا کا رنگ
ہم جانتے ہیں آپکے ناز و داد کا رنگ
بدلانہ آسمان و اپنی قبا کا رنگ
پایا ہے زلف یار کو کیا ہی بلا کا رنگ
کچھ اندھون ہے اور ہی باد صبا کا رنگ
ملتا ہے زعفران سے تری سبتلا کا رنگ
بگڑا شہ صال مکر مدعا کا رنگ
گل عرق خون پر دیکھتے تیری قبا کا رنگ

بیشک کوئی ولی تھا اترتے تیرے سنج
سب شاعر و شاعر خاص ہوا سن با خدا کا رنگ

ردیف لام

انسان کو کیوں خالق عالم زد یاد دل	معلوم نہیں کون مرض کی ہر دوا دل
اک آفتِ جانگاہ مری حق بینِ ادا دل	دشمن کو بھی اشد ندی ایسا بُرا دل
اچھا ہوا تم لیکنے اوس آفتِ جان کو	آرام مری روح کو ہر جب ہو گیا دل
جس دل پہ نہیں ناز تھا ظالم وہ کہاں	تیری ستم ناز کے تباہ بل نہرا دل
ای جانِ جہان اور کوئی جب نہیں تجھ سا	پھر تو ہی بتا چاہی کسے تیری سوا دل
اک روز ہر جاننا تجھے اس در فنا سے	دنیا کی کسی چیز سے نادان لگا دل
بیدا تو کرتا ہو مگر اسے بتِ ظالم	کچھ اسکی خبر بھی ہو کہ اللہ ہو عادل
جو عشقِ بتان اوسمن پیا کسی شہ کو	مشہور جہان میں ہر گز گاہِ خدا دل
وہ اور ہی کچھ آگ بھٹی ای حضرتِ موسیٰ	پروانہ صفت جسکی تجلی پہ جلا دل
دل توڑ نہ میخوار کا ای د اغظِ نادان	لازم ہو تجھے پاس بُرایا ہو بھلا دل
جاتی نہیں دم بھر تری کوچہ کی منسا	جنت میں پس مرگ لگو خاک مرا دل
ہم عقل کی کہتے ہیں تو وہ عشق کی کہتا	ہم دل سے ہیں آزر دہ تو ہو ہم بخدا دل



دنیا کی کہتے ہیں اثرِ جانکی حجاب
پھر چھوٹنا معلوم اگر انہیں چھپنا دل



تیرہ بخت و سیاہ کار ہو دل

سببِ عشق زلفت یار ہو دل

غیمِ فرقت سے داغدار ہو دل	ای گل اندام لالہ وار ہے دل
کیون نہ رکھے صفایِ حیرت خیز	آئینہ دارِ روئے یار ہے دل
کسکے عکسِ عذارِ رنگین سے	غیرتِ عارضِ بہار ہے دل
غرقِ دریا یِ خون نہ ہو کیونکر	اپنے کردہ سوشِ مسار ہے دل
اوسکے پہلو میں غیر بیٹھا ہے	ورنہ کیون آج بیکرار ہے دل
جیسا جی چاہتا ہے کرتا ہے	سخت کمبخت و نابکار ہے دل
ادنیٰ تیغِ مژدہ کو مت پوچھو	سینہ مجروح ہے فگار ہے دل
ہے خبر گرم کسکی آمد کی	آج سرگرم انتظار ہے دل

غیم سے پاستے نہیں فراغ اثر	
اک نہ اک پنج سے دو چار ہے دل	

گرمیِ ہجر سے بیتاب ہو دل	شعلہٴ رُوضہٴ صورتِ سیما ہے دل
کثرتِ داغِ سوائے مہرِ جمال	رُکوشِ چہرہٴ مہتاب ہے دل
منطرب ہے غیمِ تنہا سے	طالبِ صحبتِ احباب ہے دل
دیکھ کر طوقِ تری گردن میں	خونِ کا حلقہٴ گرداب ہے دل

جب سوا دس بحرِ ملاحت سے چھٹا	
------------------------------	--

اے اثر ماہی بے آب ہر دل

میم

ایک مدت سو نہیں ہیں اتفاقاً رام ہم
روزِ نِ مدفن ہو تکتے ہیں کسی کا ہم
برہن ہم بہت شکن ہم کفر ہم اسلام ہم
زادہ از مزم بہ دھولین جامہ احرام ہم
ابتدا میں جانے کر عشق کا انجام ہم

ہو رہیں مبتلا و گردشِ ایام ہم
لگو ہیں خاک میں اسپر بھی عالی ہو نظر
دیر و مسجد میں یہی کہتا ہو جلوہ یار کا
طلوٹ کعبہ میں نگر عجلتِ خدا کی واسطے
ناصح مشفق وہی کر رہو فرما رہی آپ

دم میں ہو جاتی ہیں آسان پی ساری شعلہ
اگر اثر لیتے ہیں جب شکل کشا کا نام ہم

میں کھینچوں کہا تک الم پرالم
اگر لاکھ کھائیں قسم پر قسم
نہ رکھنا ہمارے قدم پر قدم
نشان پر نشان ہیں علم پر علم
نوازش عنایت کرم پر کرم

اگر وہ تم نہ اتنا ستم پر ستم
نہیں اونٹے و عار کا کچھ اعتبار
ہمارا بیابان ہے کچھ اور قیس
ہے اُندی ہوئی آہ و نالہ کی فوج
گریہ پائپ اختیار پر ہر گھڑی

جواہل و فاضل ہیں ہم پر مدام جفا پر جفا ہو ستم پر ستم

علی نے نکالا اوٹھیں یواثر
تھے کعبہ میں در نہ صنم پر صنم

بسر کر تھے کس فراغت ہو ہم
ترے نقشہ قامتِ ناز کو
عدو پر ہو گروہ تیغ آزما
نہ راحت چمن ہیں نہ صحرا چمن
یہ کیا جانتی تھے کہ ہو غیر شوم
بٹھاتی ہو وہ عدو کو قریب
جفائے عدو کو نہ خاطر میں لائیں
کیا عشق نے ہم کو خانہ خراب
تری بار فرقت کو ای نازنین
بنین کی رحمت کے اسید وار
عدو کی طرف محفلِ یار میں
بہت چین ہو گیا جیسے دل
پر اب تنگ ہیں اپنی حالت ہو ہم
فزون دیکھتے ہیں قیامت ہو ہم
عجب کیا کہ مر جا میں حسرت ہو ہم
بہت تنگ ہیں لگی حالت ہو ہم
تری بزم میں آئی شامت ہو ہم
رہی دُور ادنیٰ عنایت ہو ہم
اگر کام لین صبر و ہمت سے ہم
گزر ہی گئے آدمیت سے ہم
فزون پاتری ہیں اپنی طاقت ہو ہم
جو مایوس ہوں تیری رحمت ہو ہم
نظر کر تری کیسی حسرت سے ہم
سبک جان ہو واد کی حلت ہو ہم

وہ کیونکر ملاستے ہیں غیر و نسی آنکھ نہیں دیکھتے اور نگو غیرت سے ہم

اثر جقدر رہنے تحقیق کی
ہوے کچھ نہ واقعہ حقیقت ہی

دیفنون

اسی سنگر نہ سمجھنا کہ گلا کر تو ہیں
مر گئے پر بھی وفا اہل وفا کرتے ہیں
ہاں عشاق کو سوقت حیا کر تو ہیں
بیوفا کیا نہیں ارباب وفا کر تو ہیں
نفس کو زیر حکومت فقر کرتے ہیں
ایسے فتنہ تو وہاں روزا وٹھا کر تو ہیں
با خدا طوف مزار شہد کرتے ہیں
یہ فرشتے جو سیر دوش لکھا کر تو ہیں
کہیں آلودہ زبان بھی صلیا کر تو ہیں
مرض عشق کی بھی آپ دو کر تو ہیں

آہ سے شکر جفا ہم تو ادا کر تو ہیں
خاک ہو کر درجہ جان پہ رہا کر تو ہیں
وہ دم ذبح جو مونہہ پھیر لیا کر تو ہیں
جان و ایمان دل دین سب بھی اکڑ کر تو ہیں
زور روحی تو نہیں طالب زر کو بہرہ
حشر کا نام نہ لو اونکی گلی کے آگے
ای تو تم مری تربت پہ نہ آؤ نہ سہی
کچھ مقدر سے بھی اعمال ملا لیتے ہیں
آپ رند و نگو برا کہتے ہیں ای و اعظا شہر
اگر ملین حضرت عیسیٰ تو میں اتنا پوچھوں

یہ تو درپردہ تقاضا ہے جفا کرتے ہیں
گل چین میں نہیں بیوہ ہنساکر تو ہیں
ساتھ رہنے پہ الگ اونے راکر تو ہیں
ہر بشر کیا جو کہے آپ یہ کیا کرتے ہیں
آپ بیجا بھی جو کرتے ہیں بجا کرتے ہیں
کیا غضب ہو کہ تنہا حنا کرتے ہیں
بیٹھو پائین کی طرف ہم بھی جدا کرتے ہیں
ناامیدی کو خراہ سین لگا کرتے ہیں
ایک مدت سے تری حق میں دعا کرتے ہیں
جب بگڑ نیکو اتھی یہ بنا کرتے ہیں
کیا وہ سنتے ہیں مری میرا کہا کرتے ہیں
کام کیا کیا نہیں مردان خدا کرتے ہیں

ایں ستمگر نہ برائے مرے نالو نکا
کوئی پہنان ہے پس پردہ سامان بہا
ہر جو قسمت میں لکھا ہے تو سایہ کی طرح
رو برواؤ کے فرشتوں کی زبان کتنی ہے
خوب روئی کی بڑی بات بھی ہوتی ہے چلی
دست و پاگل سے بھی خوش رنگ ہو جینگو
اونکی محفل میں نہیں جلتی ہر تو ہی اشیاع
بار آور شجر عشق جو ہوتا ہے دلا
ہم فقیر دے نہ ای خسر و خوبان منہ پھیر
ایسے نقشونے بنائیں کی ضرورت کیا ہے
نیک و بد اونکو جتان سے مجھے کیا مطلب
کیا خبر ہے تجھے ای طالب دنیا و دنی



خوب روئی دے محبت نہیں کرتے عاقل
ایں اثر آپ جو کرتے ہیں بُرا کرتے ہیں



خاک میں آپ ملاؤ ہیں ہمیں

اپنے در سے جو اٹھاؤ ہیں ہمیں



ہے جو منظور جہاں در پردہ
غیر کو پاس بلار کھتے ہیں :
عشق کی پردہ دری کو ڈر سے
گرمیاں غیر کو دکھلا دکھلا
شبِ فرقت میں فلک کو تارے
اونکو اندازِ سخن ہیں معلوم
پھر کسی گل پہ ہوا دل مایل
چھوڑ دین آپ کی ہمراہی ہم
تو ہمیں راہ بتائے جس سے
عطر گل سے نہیں جب دل بھرتا

مومنہ کو غیر و نہیں دکھائی ہیں
جب کبھی آپ بلاتے ہیں ہمیں
تیرے گھر والو چھپاؤ ہیں ہمیں
بزم میں آپ بھلاتے ہیں ہمیں
داغ دل یاد دلاتے ہیں ہمیں
غیر کو کہنے سنائی ہیں ہمیں
داغ تازہ نظر آتے ہیں ہمیں
واہ کیا راہ بتاتے ہیں ہمیں
غیر وہ راہ بتاتے ہیں ہمیں
اپنا رومال سنگھاؤ ہیں ہمیں

شب کو افسانہ دل کہے اثر
آپ روتے ہیں رولاؤ ہیں ہمیں

لہو جسے ہر دم رولا یا ہمیں
یہاں تک تر و غم نہ دکھایا ہمیں
اسی نے ٹھکانے لگایا ہمیں

دیا تو نے وہ دل خدا یا ہمیں
موئے پر کسی نے نہ پایا ہمیں
رخ گور دل نے دکھایا ہمیں

یہاں تک بتوں فرستایا ہمیں
 نہیں دل کو پروا مریز و رو کی
 ترا نام لیکر رکھا دل پہ ماتھ
 ترے در پہ دم بھر بھٹی پھرتے
 سو پر اگر ساتھ دل بھی گیا
 او نھوں نے سمجھ کر ہمیں بے زبان
 بہت اسکے ہاتھوں تنگ آگئے
 تر غم فرماے ماہِ فرقت کی شب
 ملو گے کبھی تو بھلا راہ میں
 یہ بے تابیاں غیر کیواسطے
 خدا یاد آیا جسے دیکھ کر
 ابھی نیند آئی تھی مرغِ سحر
 سلاخا مردہ جلائے نہیں
 سچنے کی باتیں تو کیا کیا تھیں

کہ آخر خدا یاد آیا ہمیں ۛ
 یہ اپنا ہوا ہے پر آیا ہمیں
 کسی دم اگر ہوش آیا ہمیں
 کہ دربان نے او ٹھکرا دھایا
 تو پھر گوزینِ چین آیا ہمیں
 زبان پر جو آیا سُخا یا ہمیں
 کوئی اور دل دے خدا یا ہمیں
 ذرا بھی جو سوئے جگایا ہمیں
 بہت تنے رستہ بتایا ہمیں
 تجھے دیکھ کر صبر آیا ہمیں
 وہ جلوہ بتوں نو دکھایا ہمیں
 کہ نالوں سے تو فرجایا ہمیں
 مگر تو نے زندہ جلایا ہمیں ۛ
 مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا ہمیں ۛ

اثرِ شعلِ ابنی ہوئی تیر کی

رہا دیکھ اپنا پرایا ہمیں :

طوبای تمنا میں مری تو جانیں
کچھ کردہ مری پاس اگر آئی تو جانیں
انہیں سہا اگر ایک بھی برآئی تو جانیں
وہ یوسف گم گشتہ جو گھر آئی تو جانیں
دل دسکا اگر درسی بھر آئی تو جانیں
لیکن وہ کمر تلو نظر آئی تو جانیں
ہاتھ اونکو جو مضمون کمر آئی تو جانیں
گلشن کی صبا لیکے خبر آئی تو جانیں
آنسو کو عوض تمہی نہر آئی تو جانیں
آنکھوں میں وہ رشک قمر آئی تو جانیں

وہ سر درخرا مان جواد ہر آئی تو جانیں
اس جذبہ دال دسکو بلاتی تو ہیں لیکن
یوں تو دل شیدا میں تمنا ہیں رو
یعقوب صفت نظر یار ہیں لیکن
ہم آہ تو کرتے ہیں مگر اے اثر آہ
ای اہل نظر دیر سی ہوا کچھ لگاے
اوصاف کمر لکھنے میں کدہر شعرا کو
مرغانِ قفس گوش برآواز ہیں لیکن
اس دیدہ ترسوز غم ہجر مبتلا ہیں
گراہ ہوا مالہ نشین کیا ہر تکلف

آئے ہیں مداوا کے لئے عیسیٰ مریم

راس اونکی دوا دل کو اثر آئی تو جانیں

صحی گلشنِ ادبی پُرخار دونوں ایک ہیں
چشم عاشقِ روزن دیوار دونوں ایک ہیں

سرخ و راحت ہجر میں ایو یار دونوں ایک ہیں
تکاشیِ دونوں کو یکساں کو چہ دلبر ہیں

دیدہ خوابیدہ و بیدار دونوں ایک ہیں
 میکہ میں غافل ہو شیار دونوں ایک ہیں
 برق سوزان آہ آتش بار دونوں ایک ہیں
 ہاتھ اور سکا آپ کی دستار دونوں ایک ہیں
 پیش حق ہیں ناہ و میخوار دونوں ایک ہیں
 درحقیقت سچ و زنا ر دونوں ایک ہیں
 چشم عاشق ابرو دریا بار دونوں ایک ہیں
 لب ہیں دو لیکن دم گفتار دونوں ایک ہیں

جب حقیقت میں نہیں اہل نظر کی آنکھ میں
 ہر خراباتِ جہان میں کیفیت سبکی خراب
 الحذر ای خرمین ہستی اعدا الحذر ہے
 حضرت داعظ اگر ادب کجے کسی میخوار سے
 یہ مہجنت کا طالب ہے تو وہ خوانمان کو
 فرق ہے زیادہ فطیمہ و انا ہموار کا ہے
 ایک پل میں ہر طرف جل تھل نظر آؤ لگا
 کام کیا انسان کا نکلے ہو نہ جب تک اتحاد



الحکم لعی و اپنا یہ عقیدہ ہے اثر
 مصطفیٰ و حیدر کرار دونوں ایک ہیں



مری جانِ حزرین کی واسطے دشمن ہے پہلو میں
 نثر لاتی نہیں فضل بہاری شاخ آہو میں
 بجایِ مشک انگاری بھری ہیناف آہو میں
 نہ وہ طاقت ہے پنجہ میں نہ وہ قوت ہے بازو میں
 اگر موجد ہر عاشق کشتی ہیں تیغ ابرو میں

والِ پناہ ایک تیر نہیں ہے اپنی قابو میں
 جو ہیں زنیضِ محرومی سوا او نکونہیں صل
 دلادیت ہے تفسید گانِ سوزا الفت کا
 جو ترم تھو جانی ہیں وہ ہیں اہل سو بدتر
 انکی ہو گئی شمشیر جدم او سین بال آیا

بسانِ شانہ دل صد چاک غمِ سہو ز لگتا ہی
اثرِ شانہ کو جب میں دیکھتا ہوں اوس کی گیسو میں

زبانِ حالِ سہم شکوہ بیداد کرتے ہیں
سمجھ کر کیا اسیرانِ قفس فریاد کرتے ہیں
عذابِ قبرِ سوزِ پاؤں میں راحتِ مجربانِ عشق
نکبہ بہرِ خدا تو بندگانِ عشق کو کا فر ہے
ذبا صیاد چل کر دیکھ تو کیا حالِ سہو اد کا
بتانِ سنگدل کو ہاتھ سول ہی نہیں لار
ہزاروں زخمِ خندانِ خنجرِ غمِ سہو بنا تو ہیں
مولدِ ت جو ایذا میں تو باز آ تو ہیں ایذا سے
دہانِ زخمِ قاتلِ مہم فریاد کرتے ہیں
توجہ بھی کہیں فریاد پر صیاد کرتے ہیں
پس مردنِ جفائیں یار کی جبا د کرتے ہیں
تو نکی یاد میں زادِ خدا کی یاد کرتے ہیں
اسیرانِ قفس فریاد پر فریاد کرتے ہیں
ہم دم دیر میں ناقوس بھی فریاد کرتے ہیں
دلِ شاد کو ہم اس طرح شاد کرتے ہیں
ستمِ ایجاد میں طرزِ ستم ایجاد کرتے ہیں

اثر کو دیکھ کر کیا روح کو صدمہ پہونچتا ہی
خدا سمجھے ہوئے کس قدر بیداد کرتے ہیں

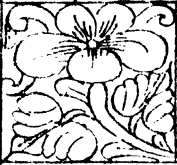
کلِ تمھارے عذار ہیں دونوں
آنکھیں اوس آفتِ زمانہ کی
نغمہ دمی کا ذکر مست چھیڑو
رنگِ روی بہار ہیں دونوں
قننہ روزگار ہیں دونوں
ہجر میں ناگوار ہیں دونوں

جگر و دل تری جدائی سے	لالہ رُودا غدار ہیں دونوں
دونوں زلفین نہیں ہیں سینہ پر	دل کے ڈسنے کو مار ہیں دونوں
اونکی تیغ نگہ کو مست پوچھو	جگر و دل فگار ہیں دونوں
تیرے ہاتھوں سے جامہ دستار	ای جنون تار تار ہیں دونوں
لب و دندان پر تیری ای دلبر	لعل و گوہر نثار ہیں دونوں
دیدہ و دل ہیں جان کو دشمن	ورنہ آپس میں یار ہیں دونوں

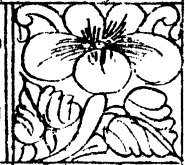
دیکے دل ہم تو وہ اسے لیکر	اے اثر سقار ہیں دونوں
---------------------------	-----------------------

اثر آہ الم جب دل ناکام نہیں	گوش لہا ی بتان مورد الزام نہیں
روکشِ نارسو تم طح جفا کی ڈالو	در خورِ قہر و غضبِ دل ناکام نہیں
داغِ مخدھو دی زمرم پہ بچھو ازاد	لائقِ طوفِ حرم جامہ احرام نہیں
ہو تقاضا جفا اہل محبت کیلئے	طلبِ پنج و الم رسم و رہ عام نہیں
رہ و راہ الم ہے دلیا صانعِ خدا	کوچہ زلف بتان بگزر عام نہیں
عادتِ لذت آزار بُرا ہو تیرا	بوسہ جو ر و جفا جانکو آرام نہیں
اثرِ آہ کی ہر چیزِ حقیقت معلوم	تو بھی مخرو نکو تری اسکے سوا کام نہیں

دے ندے ہر کوئی مختار ہے مجبور نہیں	طلبِ دل سے بتانِ قابلِ لازم نہیں
دیکھ گشتگی چرخِ بحشمِ حق بین	عادتِ رنجِ دہی صورتِ آرام نہیں
طلبِ عفو نہیں اہلِ ستم و شایان	عذرِ قصیرِ بحرِ خجلتِ الزام نہیں



وہ ظرافتِ سوا اثر ہے کہا کرتے ہیں
لذتِ بوسہ بہ از لذتِ دشنام نہیں



کیا تجھے کامِ بجز نالہ و فریاد نہیں	مشغلہ اور کوئی اودنِ شاد نہیں
کوہِ غم بر سرِ جانِ باز ستاعِ رفعت	نازشِ عشقِ سبکدوشی فریاد نہیں
مدتِ عمرِ جنونِ عمرِ کچھ تھوڑی ہو	دشتِ سپہرِ کربانِ جاہلینِ گھر نیا دہن
حکمتِ آموز نہیں اہلِ جفا کی تعلیم	لطیفِ جورِ عدو سیلی و ستاد نہیں
طوقِ آہن ہی بڑی کچھ تو ہو تیرِ جنون	کوئی صدا سہی اگر کوئی فضا و نہیں
طلبِ رومی غافلِ نہوایِ دلِ مہر	واقفِ لذتِ غم وہ ستمِ ایجاد نہیں
آتشِ آہِ سو جلتی ہو زبانِ سوزان	شعلہِ شمعِ سرِ بگڑ بباد نہیں
کیوں اُلجھتا ہو تری لافِ سوا و سردان	دلِ صد چاکِ مرا شانہِ شمشاد نہیں
ہر گلِ اندامِ سو نفرت ہو تجھے کیوں اہ	قابلِ سیرِ مگر گلشنِ ایجاد نہیں
دستگیریِ درگتیشہِ تجی عاشق	سرفرازیِ نہ خنجرِ جلا و نہیں

یہی فریاد سی مطلب ہو کہ غلام سر
نالہ کرتا ہو تقاضا کی بجائے تارہ
نغمہ سنجی سے خیال طلب داد نہیں
نہ ہر دای سائش نہ غم نفرین ہے

شکوہ غربت کا اثر کرتی ہو غالب کی طرح
تکلو بہمیری یاران وطن یاد نہیں

گر کس لف یار ہو جام شراب میں
افسوس و برد مری آنکھوں کو وہ نہیں
ای نورید گان جوانی فراسنو
اکنہ ہنسا کہ ساتی جوش اپنی آس
وہ جام زنگار و مطلقا صراحیان
وہ بت کہ دلو حلقہ دام بلایں لائیں
آنکھوں کو سامنے آئی کہ صر گئے
احراب بزم جتنے تھے سب ہو گئے ہوا
بال و رشک سے قبح آفتاب میں
پوشیدہ جب کا چہرہ ہو دلو نقاب میں
ملتا تھا لطف نیست ہمیں بھی شب میں
یہی تھی ہم شراب شب باہتاب میں
ہوا انفعال جن سرخ آفتاب میں
زلفیں بھین جنکی تاکہ پیچ و تاب میں
ابو نظر بھی آتی نہیں ہلکے خواب میں
اگوا یا شراب پیو تھے جام حباب میں

ہر لحظہ اونکی یاد میں روین کیون اثر
تصویریں اونکی پھرتی ہیں چشم پر آب میں

سنا حال دل پر کہا کچھ نہیں	مگر کان دھر کر سنا کچھ نہیں
کیا خوب جو کچھ خدا نے کیا	بتو تم سے ہمو گلا کچھ نہیں :
شب بھر ہوتا چلا میں فنا	سحر ہوتے ہوتے رہا کچھ نہیں
حسینو کہیں گل سے خوشتر ہو تم	مگر تم میں بوے وفا کچھ نہیں
نہ گل پر ہی جو بن نہ بلبیل کو جوش	چمن کی وہ اگلی ہوا کچھ نہیں
عبادت خدا کی باسید حور :	مگر تجھ کو زاہد حیا کچھ نہیں :
خدا اونسے بند و نکو اپنی پاسبے	کہ نزدیک جنکو خدا کچھ نہیں
حسینو نکے انداز مت پوچھئے	جفا ہی جفا میں وفا کچھ نہیں

بتو نی پرستش کہاں تک اثر	مگر تجھ کو خوف خدا کچھ نہیں
--------------------------	-----------------------------

شام کو جب چراغ جلتے ہیں	دل جلے سیر کو نخلتے ہیں
ذکر حور و قصور کروا عظم	تیری باتوں سے ہم بہلتے ہیں
مضطرب کیا ہو رہو ان عدم	کچھ تو ٹھہرو کہ ہم بھی چلتے ہیں
کھو کے دل اب یہی ہر کام میں	ہر گھڑی اپنے ہاتھ ملتے ہیں
بل بے جوش سر شط فان خیز	یوں بھی چشمے کہیں اُبلتے ہیں

کچھ نہیں کم پہاڑ سے اغیار	سنگ سینہ ہیں کب ٹٹو ہیں
دل بتونکے ہیں کیا خدا جانے	آہن سنگ تک پگھلتے ہیں
شجر عشق کیسا مٹ لائے	کہیں ایسے درخت پھلتے ہیں
بیٹھ جاتے ہیں ضعف کو مارے	ق دو قدم بھی اگر ٹہلتے ہیں
کوہ گردی کا ذکر کیسا ناصح	گھر سے بھی ہم نہیں نکلتے ہیں

کون اونکو اشر دمان پہونچاؤ	حضرت دل جہان بہلتے ہیں
----------------------------	------------------------

لوگ جب تیرا نام لیتے ہیں	ہم کلیجے کو تھام لیتے ہیں
راہبر کی نہیں ہمیں حاجت	خضر کا دل سو کام لیتے ہیں
بادہ بھی مست ناز ہوتا ہے	جس ادا سے وہ جام لیتو ہیں
شیخ صاحب مرید لوگوں سے	آپ مال حرام لیتے ہیں :
مفت بوسہ حسین نہیں دیتے	دل جو لیتے ہیں دام لیتے ہیں
آدمی کیا ملک درود کیساتھ	نام خیر الا نام لیتے ہیں :
اونکو ڈھونڈو کھان کھان کوئی	ق ایک جا کب قیام لیتے ہیں
نقشہ روزگار جیسے ہیں :	گھر نیا صبح و شام لیتے ہیں

ضعف بھی کیف سے نہیں خالی | مجھ کو گرتے وہ تھام لیتے ہیں



جانکراے اثر کلام میر
لوگ تیرا کلام لیتے ہیں



مقدور تھا جو تیرا خوشبو نکو ساتھ جنگل میں
جگر کو لخت آؤ ہیں نظر اشک سلسل میں
ثمر حنت کو بھی ایسے نہ ہو نکو خوشگوار میں
سوا تیری خبرے کون مجھ سے رند بزرگی
گمان ہو فاسی و نکی جانب سے نہیں جانا
تو چہرہ کی سوا آئینہ مقابل ہو تو کیونکر ہو
عدو کو حقیقت اپنی نادانی سے سمجھے تھے
قدم باہر نکالو کیا ہوا جاتا ہو گل در گل
ہر اک صبا نیاز کی جان صبا تن سے ہوئی باہر
نہ سمجھ آدمی ہوتا ہی بیونہ زمین مر کر
قیامت کی خوشی مجھ دل شکستہ کو نہ ہو کیونکر
گری کر پیر میں ہو کو وہ راحت میر ہے

پڑی تھی شیر کو ناخن مری طفلی کی تیکل میں
مری آنکھوں کی رنگینی نہیں سانو کو بادل میں
عجبت ہوا قاتل تری شیر کو پھل میں
ابا ہی پیر سخاں باقی نہیں اک گھوٹ میں
بتو نکو کیوں نہ کہیں برہمن دے مقفل میں
صفاد خواہ ہو سکتی نہیں محتاج صقل میں
نہ تھا معلوم ہی کوہ گران تنکو کو اوجھل میں
نکلنے کا نہیں جو چھپس گیا دنیا کی دلدار میں
وہ جسم پہونچے شمشیر رہ نہ لیکے مقتل میں
امان پاتا ہی غم سو ماد گیتی کے انچل میں
ترجماں بھی پڑگی اسو فلک اک در پھل میں
کہ ارباب قول بات نہیں کنو اب د مغل میں

دل اہل ہوس کبشال ہو آرام پاتا ہو
 برابر طالب مولیٰ کو ہو کیا طالب دنیا
 درازی زلف کی المختصر باہر پائے ہے
 گوارا ہوتی ہو تلخی بھی انساں کو ضرورت میں
 شکوہ ظاہری کیا اہل معنی کو پسند آئے
 نقاست جاسہ تن کی حسینو نگہ زاری ہے
 نظر سو نور ہو جاتا ہو غایب وقت نظارہ
 چلا ہوں دیدہ پر آب لیکر کوئی جانان کو
 ہوا آخر کو زائد بھی مرید پیر سحرانہ
 جو بیوقوف ہو کا لکھ ہو جو باسوق ہو کا جل سب
 جوانی سو علمدہ ہو مزا او ٹھٹی جوانی کا
 ہو میں جب عالم وحشت میں ناں لشکبار کی
 کدورت سو بری ہوتی ہو طہیت پاک بارگاہی
 سوا تیر کوئی ہو دوسرا تب تو نظر آئے

بن درویش آسودہ کو آسائش ہو نہیں
 زمین و آسمان کا فرق ہو اعلیٰ و اسفل میں
 یہ مضمون ہو کہ گنجائش نہیں جسکو مطلوب میں
 نہیں ہو انجمن کی کوئی لذت ورنہ حنظل میں
 نمائش کو سوا مطلب نہیں کچھ خط جہان میں
 نہ وہ نرمی ہو غفل میں نہ وہ سبکی ہو مل میں
 بلا کی ہو سیاہی یار کی آنکھوں کا جل میں
 مسافر پانی بھرتی ہیں جلتی ہو وقت چھاگل میں
 نہایت پارسائی کی لیا کرتا تھا اول میں
 سیاہی کا نہیں کچھ فرق کا لکھ اور کا جل میں
 ملاحظہ نہیں ہو نہیں جو ہوتی ہو کوپن میں
 مری آنکھوں کو صحر کو سمندر کر دیا پل میں
 دھواں دیکھا نہیں خس کو برابر مہر کی مشعل میں
 دوئی کو دخل ہوتا ہو گاہ چشم احوال میں

اگر ہو یا رختل میں تو بھر رختل ہو رختل میں

کہنے میں شرم آتی ہو اسے یا کیا کہیں
کیا جان یہ آہنی ہو ستمگار کیا کہیں
جھگڑا بڑھا کرتے ہیں بیکار کیا کہیں
ہم زندگی سو رہتے ہیں بیکار کیا کہیں
کھوٹا ہو مال پیش خریدار کیا کہیں
اچھی نہیں ہو حالت بیمار کیا کہیں
آسان تھی موت ہو گئی دشوار کیا کہیں
خیر غیر کسی سنتے ہیں بیکار کیا کہیں

کیا کیا نہ کہتے پھرتے ہیں اغیار کیا کہیں
تجھے ہم اپنا حال لزار کیا کہیں
ہر بات پر وہ کرتے ہیں تکرار کیا کہیں
ہر دم وہ دل کو دیتے ہیں آزار کیا کہیں
وہ دل کا مول کرتے ہیں چپ شرم سو ہیں ہم
دیتے نہیں سوال کا عیسیٰ کو ہی جواب
جیتے ہیں تانہ غیر کو وہ لائیں لاش پر
ہم اونے عرض حال کریں بھی قہر سو

میری بھلی بھی اونکو بڑی لگتی ہو اثر

جیسے ہیں وہ عدو کو طرفدار کیا کہیں

ہوں گرفتار کہیں ہیں توبرس کی تیلیاں
دید گلشن کو نہیں مانع قفس کی تیلیاں
ٹوٹ جاوے جس گھڑی تان قفس کی تیلیاں
وہ قفس دنیا ہو جین ہیں ہوس کی تیلیاں

کیون نہ ٹوٹیں خود بخود سیر قفس کی تیلیاں
عارضہ کلگون جو ہو صیاد کا پیش نظر
مخ جان بچ قفس سے مایل پر داز ہو
تانہ ٹوٹو حرص دنیا ہو نہ آزادی نصیب

ہوں میں صیدِ ناتوان مجھے نہ ٹوٹتی کبھی	اگوئیں میں میری ہوں پاگس کی تیلیاں
گرمی ہر چمن کی کچھ رعایت ہے ضرور	چاہئے ہر نفسِ صیادِ خس کی تیلیاں
دُہسی میں تجھ پہ کیا ثابت کروں اپنی وفا	کاش ای صیادِ ہوتیں اپنی پس کی تیلیاں

ہے تمنا کقدرِ محلو اسیری کی اثر	چھیلتا ہوں آپ ہی پوئیں کی تیلیاں
---------------------------------	----------------------------------

ردیفِ داد

گرفت سیرِ دیکھِ دادِ س گلبدن کو پانوں	بلبل نہ رکھے پھر بھی اندر چمن کو پانوں
کیونکر تجھے چمن نہ کہیں ای بہارِ حُسن	گل کو اگر بہنِ گال تو بہنِ بایسن کو پانوں
دیوانِ میں میری عالمِ بالائی سیر ہے	پہونچو کہاں کہاں مری فکرِ سخن کو پانوں
کیونکر نہ خاکِ وادیِ غربت کی چھانٹے	پامال دل کو کر تو ہیں اہلِ وطن کے پانوں
گر جو پایِ شمع کو پوجیں عجب نہیں	قومِ ہندو پوجتی ہے برہمن کے پانوں
آنکھ وہ دن قریب آئی کہ شوق سے	آنکھوں سے ہم لگائیں امامِ زمک کے پانوں
تا خاکِ پایِ یارِ رسائی محال ہے	جب تک نہ سر چلے رہِ الفت میں بگو پانوں
مدفن میں بھی ہر وحشتِ دلِ پڑ حال پر	ہیں اشتیاقِ دشت میں باہر کفن کو پانوں

جست نہ نکلیں آہوی دشت ختن کے پانو
جو ہر شناس چو پتی ہیں اہل فن کو پانو
آلودگی میں بہتے ہیں زراغ وزغن کو پانو
دشت زمیری پانو بنائی ہرن کے پانو
دھو کر پے ہیں غالب شیریں سخن کے پانو
بو جھل نہ ہیں ایسے کہ ہیں لاکھ من کو پانو
اوسنے رکھا جو دھو کو اندر لگن کے پانو
گوئی برس جبے نہ بہا رحمن کے پانو

حلقے تمھارے گیسو مشکین کو میں دہ دام
پاپوش ہو جو قدر نہیں پیش بے ہنر
نا پاک اختیار کرین راہ پاک کیا
صحرا میں جست و خیز کا عالم نہ پوچھئے
کیونکر مرانہ قند مکر کا دے کلام
جا کر تری گلی سے پھر آنا محال ہے
پانی لگن کا چشمہ غور شید ہو گیا
تھوڑے ہی دن کو بعد لگا ہوا چل صلاؤ

ہے کچھ نہ کچھ تو نسنے غرض اور تمھیں
یوں دیر میں جو دابتے ہو برہمن کے پانو

ولہ

کس خرابی سے کٹے چار پہر مت پوچھو
اپنی حالت جو ہوئی وقت غم مت پوچھو
غیر کے سامنی لوگوں مر اگھر مت پوچھو
اپنی بیمار محبت کی خبر مت پوچھو

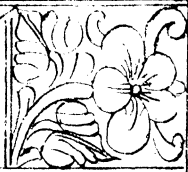
رات کیا کیا نہ بڑھادرجہ کمر مت پوچھو
کچھ نہیں جانو کب و نہی ہوئے ہم رخصت
چھوڑ دینگے مری کو چہ سودہ آنا جانا
کیا خبر پوچھتے ہو آہی چلی اوسکی خبر

اب ہمیں تاب نہیں بار درگست پوچھو
 رات جس ننگ سہوہ آمی نظر مت پوچھو
 مجھے اویا اہل جہان میری ہنر مت پوچھو
 کتنے عشاق گویا جسے گزرت پوچھو
 ہم یہ جیسی ہے عنایت کی نظر مت پوچھو
 میرا کیا حال ہی تم وقت سفر مت پوچھو
 جیسے وہ غیر سے ہیں شیر و شکر مت پوچھو
 داغ دل میری تم ای رشک فرمت پوچھو
 جیسے طوفان ہیں میری دیدہ تر مت پوچھو
 غم کس ننگ سی ہوتی ہو بسر مت پوچھو

ہمدرد کہہ تو چکے حال دل خون گشتہ
 محفل غیر میں دوسے کے چہرہ گلشن
 جان لو اہل ہنر کیلئے قسمت ہی شرط
 منزل عشق سے کوئی نہ سلامت نکلا
 چہرہ غیر ہے آئینہ ہمارے غم کا
 دور از دور نہیں اپنی گزر جانے میں
 کیوں نہوں تلخ مری زبست غم فرقت سی
 ہر شب ہرے سو دل غم کی بین دل پر
 حضرت نوح جو ہر تو بلایا میں بڑے
 دل ہو سو تکرے تو مرگان میں ہوا جی



کچھ خدا جانتا ہی جیسی بسر ہوتی ہے



زندگی کہ نصیب ہی اثر مت پوچھو

شام غربت سی تر صبح وطن ہی ہمکو
 غم فرا نغمہ مرغان چمن ہے ہمکو
 تنگی حلقہ دم بند رسن ہے ہمکو

وضع اجاب جہان وجہ محن ہی ہمکو
 سیر گل باعث اندوہ و محن ہے ہمکو
 دست غم گشتہ یاران زمان گرد گلو

خضم دیرینہ بسر خرچ کہن ہے ہمکو
 زخم درتہ پے فریاد دہن ہے ہمکو
 لطف دیدہ حلب سیر ختن ہے ہمکو
 بیہن تن پہ جنون مثل کفن ہے ہمکو
 صورت شمع کہاں تاب سخن ہی ہمکو
 کرم سنجیہ توبہ شکن ہے ہمکو

کیون نہ دے دل غ کسی ماہ چین کا دلہر
 بستہ کرتوہن بہ اخفا و جفاے قاتل
 پرتو گیسو مشکین سے یہ آئینہ دل
 شوق عریانی و بیچارگی ضعف سو آہ
 اشک ریزی سو تری بزم میں یوں غیرت
 دشمن توبہ بہر فصل بہار می واعظ



جو احبابِ مناسیاحت سے اثر
 قصد ترکِ وطن سیرِ دکن ہے ہمکو



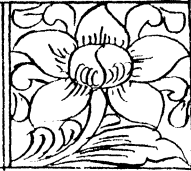
کہ ہونا ز جب سپر خریدار کو
 بہت ہم ترستے تھے دیدار کو
 ہم اقرار سمجھینگے انکار کو
 اذیت نہ دے دل کے بیمار کو
 نہ پہونچا مری چشمِ خونبار کو
 غشی لگ گئی بلبل زار کو
 جگہ دیتے ہیں پانوں میں خسار کو

وہ جنسِ وفا ہم ملے یار کو
 بھلا اب تو دل میں نظر آئے آپ
 جو برعکس ہے آپ کا قول و فعل
 دوا کیا پلاتے ہو اے ہمدرد
 بہت ابر و تابچرا ملک ملک
 چمن میں جو نالے ہمارے کئے
 بری ہیں عداوت سے اہل طریق

ڈراؤ سوا عظمت کے ہم کیا ڈرین خدا بخشتا ہے گنہگار کو



اثر بے زری میں کرو رہن مے
تم اپنی فضیلت کی دستار کو



ہے یہ یقین کہ پھر کسی تدبیر سے نہ ہو
باہر صد ابھی خانہ زنجیر سے نہ ہو
جو ہو تری نگاہ سے شمشیر سے نہ ہو
خوشتر صد امین یار کی تقریر سے نہ ہو
بیش کا کام دیدہ تصویر سے نہ ہو
جیتک کہ بستہ زلف کی زنجیر سے نہ ہو

جو کام دل کا آہ کی تاثیر سے نہ ہو
لازم ہے راز عشق جنوین نہان سے
چاہے تو اک جہان کو دل پر غنچ تو
مطرب دکھائے لطف مزامیر حسب قدر
چشم مجاز دید حقیقت نکر سکے
دیوانہ اوس پری کا مقید نہ ہو سکے



پچھ بیکہ عقدہ تقدیر ہے اثر
وا کوئی طح ناخن تدبیر سے نہ ہو



دلکی الجھن بڑھتی ہے جب زلفوں کو چھاتی ہو
کیسی ہی یہ بات کہو تو کیونکر نہ کھلاتی ہو
حضرت دل تم اپنی کسو سے آخر کو چھاتی ہو
آئی ہو تو ٹھہرو صاحب زریہاں کیا آتی ہو

الجھن سلجھی رہتی دو کیون آفت سر لپاتی ہو
چھپ چھپ کر تم راٹکو صفا غیر دنگو گھرجاتی ہو
سننے ہو کبات کیلی اپنی ہٹ پڑتی ہو
دلت پرتو آئی ہو ہم دیکھ لین تکو جی بھر کر

غیر دل گھر جانی سے تم فرصت کبکویا پائی ہو
جاگڑ کسلی سنگت میں جو نیند کو اتنویا پائی ہو

کیسا آنا کیسا جانا میرے گھر کیا آؤ گے
آنکھیں چھپکی جاتی ہیں متوال کی صورت سے



دل سے اثر کیا کہتے ہو ہر جان کا سوا عشق



تم بھی تو دیوانی ہو دیوانی کو سمجھاتے ہو

کیا بڑائی تھی مری جان اگر رکھتے تو
لیکن اغیار ہمارا سا جگر رکھتے تو
آیدِ فضل بہاری کی خبر رکھتے تو
عشق کرتے ہی نہیں موت کا ڈر رکھتے تو
آبرو اسکی تم اسے دیدہ تر رکھتے تو

اپنی عاشق پہ عنایت کی نظر رکھتے تو
پہ شمشیر جفا شوق سے سر رکھتے تو
کیا اسیرانِ قفس سیر کو خواہاں ہوتے
تو ڈراتا ہی ہمیں تیغِ ستم سے قاتل
مجرم عشق بھی دل تھا مگر مایہ ناز



دیکھے دل ہو گئے بیدل یہ کیا کیا تمنو



مال کھوٹا ہی بھی تو بھی اثر رکھتے تو

کیا دل لگی سمجھتے ہو عاشق کی جان کو
نیچی نظر سے دیکھتے ہیں آسمان کو
ہم دیکھتے ہیں صانعِ مطلق کی شان کو
زینت نہ ہو بغیر لیکن کے مکان کو

ہر دم جو تیغ کھینچتے ہو امتحان کو
اللہ ری ساکنانِ درِ دوست کا دُغ
زادہ بتوں کی دید سی تو بد گمان نہ ہو
وہ دل ہی بیفروغ جو ہو عشق ہی تہی

مضمون کو اوج ہے مری فکر بلند سے
پہونچی زمین شعرا اثر آسان کو

رویت کا ہوز

رکھتی ہیں بسکہ حسرت دیدِ جال آنکھ
کب تجھ کو دیکھ سکتی ہیں ایو ذوالجلال آنکھ
سیرِ زمیں کو آیا ہوں گنجین نہیں ہونین
تو زنجون وہ دشت دکھایا مجھ جہاں
مشتاق کیوں نہ خلع ہوا برویاری کی
سوئی کیطرح کرتی ہیں ہر دم سوال آنکھ
لائیں کہاں سے طاقت دیدِ جال آنکھ
بیوجہ عندلیب نہ مجھ پر نکال آنکھ
ضیغہم کو رنگ کھتی ہیں خونی شغال آنکھ
بِراختیار اوتھتی ہیں سوئی ہلال آنکھ

لب ہی سو اوشا نہیں اظہارِ غم کی شکل
چہرہ ہی عرصِ رنج و بیانِ ملال آنکھ

کیوں رہی حیران نہ دستِ سیمبر میں آئینہ
موجِ حیرت کس قدر اپنا دل محزون ہوا
رویِ جانان جس مکان میں ہو گیا پر تو
او کو گھر میں ہی رہی حیران کھر مڑ رہی ہیں ہم
قدرتِ حق دیکھتا ہوا اپنی گھر میں آئینہ
بنگیا آنسو کا قطرہ چشمِ ترین آئینہ
اگیا ہر سو نظر دیوار و در میں آئینہ
جسطرح رہتا ہی حیران اپنی گھر میں آئینہ

دیکھ اے قاتل صفا و حسن کی تاثیر سے
صفت خنجر بنگیا تیری کمر بین آئینہ
جیسے دیکھا ہے تیری روی صفا کو صنم
سنگ خاک آلود ہے اپنی نظر میں آئینہ

یون ہی گرا و سکی سید بختی ترقی پر ہی
کیون نہ بن جاوی تو ادستِ اثر میں آئینہ

بلبل ہی نفس میں بلا و محن کیساتھ
ہو دل کو ربط اک بہت شیریں کیساتھ
ہم کعبہ و کفشت کو جھکڑے سو پاک ہیں
ہو آشیان بھی صورتِ آبادی چین
قاتل نہ آیا باز ترا خنجر مرزا
واعظ نہ میر و سامنے سر گرم و عطا ہو
اکدن ضرور آہ کا عالم دکھائے گا
جو تک چکٹ نہ جاو خطا ہی خطا ہو یا
سیرا ہی میں نہ قیس کو ہمد بنے رہی
رسل ہو ربط اعلیٰ کو ہوتا نہیں مٹام
کھینچوں جو گرم نالہ ترے قد کی یاد میں

گل آئے بھی گئے بھی بہار چمن کیساتھ
کیونکر نہ آسے ذکر مرا کو کہن کیساتھ
تیری طرف میں شمع نہ ہیں برہن کیساتھ
کیون لاگ باغبان کو ہر مرغ چمن کیساتھ
دل پر ہیں ختم تازہ بھی خرم کہن کیساتھ
نسبت نہیں چیم کو دل کی چلن کیساتھ
چشمک پرانی دل کو ہر جرج کہن کیساتھ
تشبیہ تیری زلف کی مشکِ ختن کیساتھ
صحبت نہا ہی کوہ میں بھی کو کہن کیساتھ
دور و زہ روح کو ہے تعلق بد کہن کیساتھ
قمری بھی جلکے خاک ہو سو چمن کیساتھ

بے تیغ قتل کرتا ہے برنا ویر کو بڑ	ہے اوسکا بانگیں بھی عجب سادہ پن کیساتھ
کرتا ہے اجتناب رذیلوں سے ہر شریف	رہتا نہیں ہما کبھی زناغ و زغن کیساتھ
منصور تجھ کو اپنے کلام فضول سے	آخر پڑا معاملہ دار و رسن کے ساتھ
اللہ خیر کیجو نازک بہت ہے دل	رہتا ہے اسکو ایک بتِ دانش کیساتھ
گلگشت میں بھی چین نہیں اہل درد کو	ہم نالہ کش چین میں ہیں مرغِ چین کیساتھ
اہل وطن میں جب نہو مہر و وفا کا نام	کیونکر ہو آدمی کو محبت وطن کیساتھ

دستِ جنوں کو شغل پسِ مرگ و اثر	ہو گا کفن کیساتھ جو ہی پیرین کیساتھ
--------------------------------	-------------------------------------

دل سے کیا پوچھتا ہوں زلفِ گرگیر سے پوچھ	اپنی سرشار کو احوال تو زنجیر سے پوچھ
میری جان بازی کو جو ہر سہ نہیں تو داف	کچھ کھلے ہیں تری شمشیرِ شمشیر سے پوچھ
پریش حال کو جاتی ہو کہاں ایسی	قیس کا حال ہو کیا قیس کی تصویر سے پوچھ
واقعِ راز نہیں پیرِ مغان سا کوئی	ہو دلا پوچھنا جو کچھ تجھے اس پیر سے پوچھ
واقعِ لذتِ آزار نہیں ہر کوئی	کیا مزا ہو تری غم میں دل لگیر سے پوچھ
اگر نہیں گرمیِ الفت تو دہن میں ہی شمع	کسے تیری زبان لیتا ہو گلگیر سے پوچھ
اٹلی کیوں پڑتی ہو تدبیرِ بتاد کوئی	ہم تو سب کام کیا کر تو میں تدبیر سے پوچھ

پوچھنا ہی تجھے جو کچھ مری تقدیر سی پوچھ

مجھے اسی دادِ محشر ہی یہ پرسش کیسی



یون تو استادِ فنِ شعر بہت گزرے
کسکو کہتے ہیں غزل گویا اثرِ تیر سے پوچھ



بتاب ہیں مرغانِ نفس اور زیادہ
بڑھتی ہو نجاست سے گس اور زیادہ
جبے چلے دُش تیجے دُش اور زیادہ
آزگی آوازِ جرس اور زیادہ
ارشاد کی حاجت نہیں ہیں اور زیادہ
عمر اپنی ہوئی چند نفس اور زیادہ
یت تو اسے ابر برس اور زیادہ
تو اپنی کمرِ مجھ پہ نہ کس اور زیادہ
کہتے ہیں وہ ہنسکر کہ ترس اور زیادہ
لازم ہو کرے گشتِ عسل اور زیادہ
ہمیز سے ہو تیز فرس اور زیادہ
دنیا میں رہیں چند نفس اور زیادہ

ہے جوش بہار آکے برس اور زیادہ
زر ہو نو پہ ہوتی ہے ہوس اور زیادہ
کر دیجے بوسوں کو عددِ بیتِ مری جان
ہو شیارِ مجنون کہ قرب آگئی یلے
کیا ذکرِ عدو سی تھی غرض بوجھ گئے ہم
کیا جاسی مسرت ہو اگر عمرِ عدو سے
جاسی بھی وہ بت آج تو جایا نہیں جا
مین تیری نزاکت ہو ڈرا جاتا ہوں قاتل
جب پزیرنے کو بیان کرتو ہیں آؤ
ترکانِ حینِ دزدی لکرتو ہیں گھر گھر
بڑھتی ہو سوا غم سے طبیعت کی روانی
ہر پردہ جو ان کو پہی ہوتی ہے تمنا

پیری میں اثر شامت اعمال سے اکثر
ہوتی ہے جوانی کی ہوس اور زیادہ

یاسے تحتانی

جس چیز کی طالب ہو طبیعت نہیں ملتی
ہے کون سا وہ کام کہ اجرت نہیں ملتی
زلفوں سے شب تار کی رنگت نہیں ملتی
بدریچ سے جان کو راحت نہیں ملتی
ایو باد صبا تیری طبیعت نہیں ملتی
ظالم مجھے دم لہیر کی فرصت نہیں ملتی
اب تیری جفا میں بہن لذت نہیں ملتی
کیا تجھ کو اذیت میں اذیت نہیں ملتی
اس سخت کلامی سے تو جنت نہیں ملتی
بیچارہ و نکو فریاد کی رخصت نہیں ملتی
کچھ کیجئے مزدوری الفت نہیں ملتی

دولت نہیں ملتی ہو کہ عزت نہیں ملتی
زاہد کو کہا کس نے کہ جنت نہیں ملتی
پنجرہ سے تری چاند کی صورت نہیں ملتی
مدت سے جو دل ہو تری بیدار کا خوگر
آتی ہے مگر اوس گل رعنا کی گلی سے
ہے وار پیایے جو تری تیغ جفا کا
کیا غیر ہوا طالب آزار ستگر
ایذا کا طلبگار رہا کرتا ہے او دل
رند و نلو بڑا کہتے ہو چپ بھی رہو واعظ
کیا ظلم ہے صبا داسیر ان قفس پر
ثابت ہوا فراد تری کو کہنی سے

سینہ تو مرا از محبت سی بھرا ہے	اغیار سے خالی تری صحبت نہیں ملتی
گلزارِ جهان سیر کو قابل تو ہی لیکن	کیا سیر کریں سیر کی فرصت نہیں ملتی
کیا کوئی بتاؤ کہ میں آخر کو ہوا کیا	جب گم شدگی کو مری تربت نہیں ملتی
اب بتر غم پر ترے بیمارِ حُسن کو بڑ	پہلو کے بدلنے کی بھی طاقت نہیں ملتی
دل کو نسی ساعت میں دیا تھا تجھ کو ظالم	افسوس کہ اب مجھ کو وہ ساعت نہیں ملتی
دل کو کبھی ہوتا ہی نہیں دل سے تعلق	جب تک کہ طبیعت سے طبیعت نہیں ملتی
اکسیر سمجھ خاک درِ شاہِ نجف کو	بڑ عشق علی فقر کی دولت نہیں ملتی
ای فلسفی کچھ عقل لڑا ساتھ ہمارے	اثبات دہن پر بہنِ حُسن نہیں ملتی
اس عہد میں کیا حال بربادیِ شرف کا	سرکار میں دو پیسہ کی خدمت نہیں ملتی
تشبیہ تو دین چاند کو چہرے سے تھارے	و نخواستہ مگر کوئی بھی نسبت نہیں ملتی
صحراے محبت میں دل گم شدگان کو	کچھ آپ سوايِ خضر ہدایت نہیں ملتی



کیا حال دل زار اثرِ تجھ کو سناے
بیچارے کو گفتار کی طاقت نہیں ملتی



سمجھ کے دل نو مزیار کی جفا کیلئے	دورانِ زخم کھلے شور مہربا کے لئے
تری سرشت ہواے یارِ بیوفائی کی	وفانہ تیرے لہجے نہ تو وفا کیلئے

جہان کی خیر نہیں حال عاقبت معلوم	بتوئے عشق کر کیوں کوئی خدا کیلئے
بہیم کیا ہو گنہگار عشق کو واعظ	عذاب اور کوئی گڑھ مری سزا کیلئے
نخل کو جام جو سینہ سے پھر کہاں جاے	یہ عرصہ اور کہاں نالہ رسا کے لئے
رقیب آیا ہے لیکر پیام دلبر کا	بہا نہ چاہئے کچھ آمد قضا کے لئے
گئی نہ عشق حسینا میں اپنی خود داری	ہلی زبان نہ کبھی عرض دعا کے لئے
خبر جو یگی گلشن میں تیری آمد کی	بہار شوق میں گل نو قدم صبا کیلئے
مری طرف سے عدد و کی طرف کیا سنہ کو	نکالا اپنے یہ رخ نیا حیا کے لئے
طہان ہو محبس سینہ میں اپنا دل قائل	بنادی تیرے روزن کوئی ہوا کیلئے
اوٹھیں خبر نہیں اکیہ خاکساری کی	جو خاک چھانٹ پھر تو میں کیا کیلئے
مدار عالم اعلیٰ نہیں ہے اسفل پر	ضرور جسم نہیں روح کی بقا کیلئے
نہ اپنی درو اوٹھا مجھ کو ایشہ خوابان	ستم روا نہیں رکھنا کوئی گدا کیلئے

ازبان کھلی ہی نہیں اضطرابِ دل سوا شر	اوٹھا سر رکھے ہاتھوں کو ہم دعا کیلئے
--------------------------------------	--------------------------------------

یار بترے کرم کی موافق ہوا ملو	کشتی مری نجات کو ساحلِ سوا ملے
روز ازل جو پوچھا گیا کس کو کیا ملے	چلاے ہم کہ ہم کو دل مبتلا ملے

خوگر ہو جسکے ناز کا وہ اے خدا ملے	خو روئے دل کو لطف پس مرگ کیا ملے
جنت میں دل دکھانیکو وہ بیوفا ملے	یار بے ہی سزا ہمیں روزِ جزا ملے
وہ غیر کی گلی میں ملے ہی تو کیا ملے	منا اسی کو کہتے ہیں اے بخت نارا ملے
آنسو میں لخت ماسی دل زار آ ملے	آیا خیال میں جو تیرا خنجر مڑا ملے
کیا ای جنوں سی کیلے دستِ پا ملے	جاسم کو تار تار کروں دشت میں بھرون ملے
ایسی کوئی شراب ہمیں ساقیا ملے	بدستِ جاؤں داوڑِ محشر کے سامنے ملے
حضرت مجھے تو آپ بڑے باخدا ملے	اس اتقا پہ شیخِ نجی حوروں کا اشتیاق ملے
آنکھوں میں رکھ لیں غبارِ گریزِ پا ملے	دشمن کو دل کو بھی نکرین پامال ہم ملے
تجھ کو یہ عذر کیا ہے کہ عذرِ جفا ملے	ظالم تری جفا میں نہیں عذر کچھ ہمیں ملے



عجالتِ سوز فغانِ عدم کی ہم ای اثر

پیچھے تو رہ گئے تھے مگر اونٹ سے جا ملے



وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی	وا حسرتا وہ زرم وہ صحبت نہیں رہی
ہم کو بھی اونٹ سے جاے شکایت نہیں رہی	جب دوستوں کو ہے محبت نہیں رہی
اچھا ہوا علاج کی حاجت نہیں رہی	کارِ سچ شدتِ آزار نے کیا
کس دن تری گلی میں قیامت نہیں رہی	واعظ کا ہو بیان کہ آئیگی ایک روز

دل احتیاط وضع سوا آہ تنگ تھا || اب شادی کی ضبط کی طاقت نہیں رہی

دل کو غنی طلب سے کیا یاس و اثر
دا حسرت تاکہ وصل کی حسرت نہیں رہی

آواز صور کون سنیکا خار سے
لیٹا یا اوسے غیر کو اپنی کنار سے
اس سال ڈر ہو جوشش فصل بہار سے
لی ہو شمیم گیوے مشکین یار سے
گلشن میں آمد آمد فصل بہار سے
پیری میں دل کو ربط ہے اک گلزار سے
ہو دہ سج دم مری لیلی جو قم کہے
کیا ہی کیا ہو خشک مجھے تو لڑی جنون
پھیلا کو بانو چین سے لیتے جہان بشر
ہم خاک ہو کو کوچہ جانان میں رہ گئے
شرمندگی جرم دلیل نجات ہے
آزاد باغ دہر میں رہ سرود کی طرح

میکش تو اوٹھنے والی نہیں ہیں مزار سے
یہ کم نہیں ہو مجھ کو عذاب فشار سے
شاخیں نہ بھٹ پڑیں کہیں بھولو گوار سے
یا انوسیم آتی ہے دشت تار سے
دل بلبلیوں کو جانی لگے اختیار سے
اپنی خزان بھی کم نہیں فصل بہار سے
مجنون کفن کو مچاڑ کو نکلے مزار سے
ڈرتی ہیں خار دشت مری جسم زار سے
ای دل کو ہی مکان نہیں بہتر مزار سے
مرنگے بعد بھی نہ ٹلے کوے یار سے
ہوتا ہو شر مسافر خدا اثر مسار سے
مطلب کچھ خزان سے نہ حاجت بہار سے

اسی دل تری مراد بر آئیگی ایک روز
مایوس ہونہ رحمت پروردگار سے

کرتا ہوں ضبط آہ و کرنے ابھی اثر
جلنے لگے جہاں نفس شعلہ بار سے

راہ پر کب تو اے صبا آئی
تیرے ہجو رنم زدہ کو بچھڑ
سوت کا اشتیاق جس کو ہو
آپ سے اے مسیح کیا مطلب
سخت جانی ہے زندگی کا سبب
نکھت زلف عنبرین پھیلی
یون ہی آنا جو تھا طبیعت کا
صحبت حور میں کرینگے کیسا
کچھ نہ کچھ اوس سے جا لگا آئی
رات آئی کہ اک بلا آئی
نیند آئی اوسے تو کیسا آئی
میرے دکھ کی نہ جب دوا آئی
ور نہ جان لب پہ بار بار آئی
کسبے کو چہ سے اے صبا آئی
ہاں کیوں اوس پہ اخذ آئی
یاد جسم تری ادا آئی

پانو پر ادسے تھا اثر کا سر
کہ اسی حال میں قصہ آئی

غیر کے پہلو میں جسم تو نظر آیا
یار کے قابو میں دیکر ادس کو بے قابو کیا
بیدی سے گور کا پہلو نظر آیا مجھے
اپنے دل پر جب نہ کچھ قابو نظر آیا مجھے

گورے گوری گال پر صاحب نہیں خال سا
ملک انگلستان میں ہندو نظر آیا مجھ

رسوا جہان میں خلق میں بدنام کر چکے
تم اپنا کام دیدہ ناکام کر چکے :

مرنے پہ بھی راجو بھی اضطراب دل
ہم بیقرار قبر میں آرام کر چکے :

بدناسیون کا خوف اگر یوں لگا رہا
تب آپ عاشقی میں اثر نام کر چکے

دل سیکو اگر دے ہوتے
کاش اسے رحم داور محشر
جب نہیں اس زندگی کیسی
سوزن خار تھکو لازم بھتا
یون نہ بیکار ہم جے ہوتے
کس توقع پہ ہم جے ہوتے
جیب و داماں مری سے ہوتے
لیکے دل کچھ ہمیں دے ہوتے
مفت مال گدا نہ لیتے آپ

کتنے کیونکر اثر بہار کے دن
نے سے تو بہ اگر کئے ہوتے

تھیں شرم ستم ہے کب کسی سے
کسی پر جب نہیں مرتے ہوا و خضر
یہ نیچی آنکھیں ہیں اوپر کے جی سے
میں باز آیا تمھاری زندگی سے
تمھاری کیا سنیں اور واعظ شہر
نہیں رندوں کو فرصت میکشی سے

ارم فردوس جنت ہین کہاوت | کوئی جاے کہاں تیری گلی سے



خدا کی یاد سے غفلت کہاں تک
اثر باز آہوں کی بندگی سے



دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے
پھر نگلش کی طرف بلبلی شیدا دیکھے
جزین گل آئے نظر قطریں میں دریا دیکھے
جسطح دور سے دریا کو پیاسا دیکھے
ڈاب میں عاشق و معشوق جو بچا دیکھے
اپن دل ہی میں جمال رخ لیلیٰ دیکھے
کہ نہیں دشت محبت کو وہ رستا دیکھے
پھار کر پردہ محل مجھے لیلیٰ دیکھے
اور کوئی دل بیتاب کو سمجھا دیکھے
کتنے آئے ہوئے ان آنکھوں میں فردا دیکھے
اوسکے کو صبر میں یہ ہنگامہ کوئی جا دیکھے
کب تک ایسا کیسا کوئی رستا دیکھے

آنکھ والا تری جو بن کا تماشا دیکھے
روے رنگین جو تراو گل رعنا دیکھے
دل اگر دیدہ وحدت سے تماشا دیکھے
چشم لب کو تری دیکھتے ہیں یوں عاشق
چٹکیاں رشک لے لیں زمین ہمارا کمال
چشم مجنون ہو اگر پردہ غفلت اوٹھا جا
کیا رکھیں جھڑی ہم چشم ہدایت و دل
میں ہوں یقین وہ مجنون کہ بچشم حیرت
تجھے ایسا صبح نادان یہ سمجھنے کا نہیں
کوئی فردا بھی نہ فردا کی قیامت نکلا
مجھ کو ہنگامہ محشر کا یقین ہو واعظ
انتظاری میں ہو دیدہ گریبان خست



شہسواری سخن کا جسے دعویٰ ہوا اثر
تو سن طبع مرے سامنے چکا دیکھے



پلاس پھولتو ہی بنے بن میں آگ لگی
خبرے بیل نادان وطن میں آگ لگی
کفن پہنتے ہی سارے کفن میں آگ لگی
ملک پکارینگے چرخ کہن میں آگ لگی
روان شیخ و دل بہمن میں آگ لگی
ترے لبوں سے عقیق بن میں آگ لگی
نہال رزوی کو کہن میں آگ لگی
دماغ آہوے دشت حق میں آگ لگی

نہ صرف گل کی بدولت چن میں آگ لگی
فروغ لالہ و گل سے چن میں آگ لگی
پس فتاحی رہی جسم میں حرارت عشق
ہوا بلند اگر نالہ شرار افشان
بتوں کے شعلہ رخسار کی حرارت سے
نہیں رنگ فروزان ہو آتش غیرت
ہر ابھرا نہو کیوں نخل عشرت خسرو
جو بوی زلف کی گرمی صبا نے پہونچای



مری کلام شرر بار کے اثر سے اثر
عدو کے دعویٰ شعر و سخن میں آگ لگی



روز جزا بھی ہر تجھے اسکی خبر بھی ہے
گلشن بھی ہے شراب بھی ہوا برتر بھی ہے
ای بلبیل اسیر تجھے کچھ خبر بھی ہے

بیداد کر رہا ہے کوئی داد گر بھی ہے
سامان عیش آج مہیا ہے میکشو
گلشن میں آمد آمد فصل بہار ہے

راحت بغیر رنج میسر نہو کبھی پڑا	دارو درد دسر کہیں درد دسر بھی ہے
کسکو کہوں کہ نالگو لگا پہلے ایسج	زخمی کیسکے تیر کا دل بھی جگر بھی ہے
مشکوہ رنگ یزہ اطفال ہی نہیں	سرسریر بار منت دیوار درد بھی ہے

مقتل میں مری لاش کو سفاک دیکھ کر	کہنے لگا کہ شتو نہیں ہو ہوا شر بھی ہے
----------------------------------	---------------------------------------

کب بعد مرگ حاجت شمع مزار ہے	دل پر ہمارے داغ شب انتظار ہے
از بسکہ کاوش ستم گلخزار ہے	سیر چمن سے دل جو مرا خار ہے
برق فروغ حسن ہے ناکامی نگاہ	نظارہ سوز عارض تابان یار ہے
کمزوری بدن سو ہے بیکاری جنون	ورنہ قریب سر کے تو دیوار یار ہے
کھینچا ستم سو ہاتھ جو اوسنے تو غم نہیں	ای دل یہ کیا سو کم کہ وہ غفلت شکار ہے
کسبِ لِ حزن نہیں بیکار بعد مرگ	داغ شب فراق چراغ مزار ہے
خارِ خزانِ نوبائی جگہ روبرو گل	دندانِ نمایہ خندہ صبح بہار ہے
ای رشک تجھے خوب ملی مجھ کو دامرگ	دہ بوجھتے ہیں غیر سے کما مزار ہے
برے ہو کیسا آتشِ حسرت کو التہاب	خورشیدِ حشر سایہ ابر بہار ہے
کس بڑی میں ای مری مالک پڑی جان	دل پر ہو اختیار نہ قابو میں یار ہے



گرمی مرے کلام میں کیونکر نہ ہوا اثر
سوز غم درون سو نفس شعلہ یار ہے



ہر دانت بھی غیرت وہ دُہرِ عدنی ہے
فراد یہ بیکار تری کو کہنی ہے
ہو نوک مژہ یا کوئی برچھی کی انی ہے
ای رشک چمن کیا تری نازک ٹانی ہے
دل غنچہ کا پر خون ہو وہ غنچہ دہنی ہے
پامال تری چال کا سر و چینی ہے
ہر آن مجھے مشغلہ سینہ زنی ہے
بر تیرے مری جان عجب جان پہنچی ہے
اک آفت جا نگاہ وہ گردن زدنی ہے
ہو گا دھچی ناصح نادان شدنی ہے
مرنے پہ کفن ہو گی جوتن پر کفنی ہے
دل تیرے گدایان محبت کا غنی ہے
ایواہل وطن بہکھو وطن بی وطنی ہے

شرمندہ لبوں سے جو عقیق یمینی ہے
شیرین جو تری قدر کرے ناشدنی ہے
خستہ ہو جگر زخمی ہو دل جان پہنچی ہے
ہو بستر گل پر بھی تجھے چین نہ آرام
ہو غرقِ خجالت گل ترگا لونکے آگے
گر کبک ہو دار فتنہ رفتار عجب کیا
کیا دیکھ لیا ہو کہ جسے دیکھ کے ظالم
لے جلد خبرا تو برا حال ہے دل کا
پھر تا ہی اودھارے جو تجھے غیر سپہ رو
ہم ترک کرین یا نہ کرین یار سو ملنا
کام آئیگی اک روز غریبا لوطنی میں
اسی پادشہ حسن تقاضا و طلب سے
دم بھر بھی نہ آرام سو رہنے دیا تنے

اللہ کرے رحم ترے حال پہ اے دل وہ بت جسے تو چاہتا ہے رام جی ہے

باتو نہیں لگا لیتے ہیں شیریں دہنوں کو
حصہ میں اثر آپکے شیریں سچنی ہے

فلک تجھے بچکر کہہ رہا ہے کوئی
پھر اُوٹھے نہ اشک چکیدہ کی صورت
قیامت کا قد ہے بلا کی ہیں آنکھیں
رہے خاک ہو کر اوسے سر زمین کی
کرم کا خدا کے یقین جب ہو واعظ
گلی میں تو اغیار کرتے ہیں جھگڑے
اگر کوئے قاتل کا ہو شوق دل میں
یہ کہہ دو کہ ہم کو بھی ہمراہ لے لے
اوڑیں اوسے پر زری وہیں خط کیصوت
خدا دیکھتا ہے خدا دیکھتا ہے
تو سر پہ ہے ظالم جبر جبر کوئی
تری آنکھ سے جو اتر جاے کوئی
بجا ہو اگر تجھ پہ مر جاے کوئی
تمہاری گلی میں اگر جاے کوئی
تمہارے ڈرانے سے ڈر جاے کوئی
غضب ہوا اگر اونکے گھر جاے کوئی
رکھے ہاتھ پر اپنا سر جاے کوئی
عدم کی جو لائے خبر جاے کوئی
اگر اونکے گھر نامہ بر جاے کوئی
ستم زیر دستوں پہ کر جاے کوئی

جسے کچھ تعلق نہ ہو مال و زر سے
ستانے اوسے کیوں اتر جاے کوئی

جامے موٹھ سے لگا دے ساقی	اپنے ہاتھوں سے پلا دے ساقی
غم مرے دل سے بھلا دے ساقی	مجھے بیہوش بنادے ساقی
ساغر و جام اوتھا دے ساقی	خم کا خم موٹھ سے لگا دے ساقی
کر چکے حسانہ خسار تہی۔	میکشواب تمھیں کیا دے ساقی
رند بے زر کی خبر لیتا ہے	اور توفیق خدا دے ساقی
نشدین ذکر سنون حوروں کا	کوئی واعظ کو بلا دے ساقی
مے پرستی میں ہے گلشن کی حوس	زلف چہرے سے ہٹا دے ساقی
محتسب بندہ میحسانہ ہو	چشم میگون جو دکھا دے ساقی
ہوش آنے لگے جدم مجھ کو	تھوڑی سی موٹھ میں چوادی ساقی

کیا یہ ستانہ اثر کی ہے غزل	مے پرستوں کو سنا دے ساقی
----------------------------	--------------------------

سبب شور و شغف اہل جہان کا کیا ہے	عمر دور و زہ کو نافہموں کی سمجھا کیا ہے
عہد پیری میں طلب گاری دنیا کیا ہے	عمر آخر ہوئی جینے کا بھروسہ کیا ہے
پوچھتے تارک دنیا سے بُرائی اسکی	کیا خبط الہیہ کیا کو کہ دنیا کیا ہے
ہاں بن سبک بگڑ جاتی ہیں شکلیں کیا کیا	مطلب اس عالم فانی کا خدا کیا ہے

اور کچھ روز جین اسکی تمنا کیا ہے

لذت ہستی و اندازہ لذت معلوم



دل گرفتہ نہ ہونا سازی دنیا سے اثر
ہے غلام شہ مردان تجھے پروا کیا ہے



شکل روزی کی اک تصوف ہے

شیخ کے حال پر تاسف ہے

اوسکے اس روزگار پر یق ہے

جسکی اوقات ہو تصوف پر

اونے بندے کو بھی تعریف ہے

جنکو دعویٰ ہے حق شناسی کا

معرفت سے نہ کچھ تشرف ہے

نہ تو عرفان کے ادنین ہیں انداز

کیسا اسلام صد تاسف ہے

کیسی حکم خدا کی تعمیلی ہے

دین کا دین ہی تصرف ہے

کون سے امر دین کو کہئے ہے

وہی اس عہد میں تصوف ہے

دین احمد سے ہو جو باہر بات

شیخ کا مال بے تکلف ہے

مال جو کچھ ہے ہو قوفون کا ہے



اس تصرف سوا اثر کوئی ہے
اور کوئی نہیں تصرف ہے



رہتی تھی غشی مجھ کو نہ دود و پھری

پہلے تو نہ تھی شدت درد جگر ایسی

آنکھیں زما کرتی تھیں اشک و پھری

اس گریہ ہر لحظہ سے ہول و ٹھٹھا ہو

تادیکھ سکے یا رتری موے کمر کو
 دنیا کی خرابی ہو نہ عقبی کی مسرت
 شمشیر حوادث سے جو انسان کو بچا
 جو کچھ کہیں شاعر انھیں ایسا بربا ہی
 کیا تاب کہ ہو یا رکرو دانتوں کے مقابل
 ہے رنگ تر چہرہ روشن کا زالا
 اغیار کو ہون کان کھڑی سنتے ہی جسکو
 چل نکلے تجھے چھوڑ کے ہم قافلہ تیرے
 ہم خاک نشینوں پر رکھے چشم توجہ
 ہوشان بندہ اوس بت کجرو کی طبیعت
 مرغان قفس دگئے دم بھرمین پھڑک کر
 ہم تیری جفا دیدہ نہیں دیکھ سکنگے
 اوس گل سے لگا آئینگی یوں میری طرف

لائی کوئی باریک کہاٹے نظر ایسی
 پیدا کرے اوقات کی صورت بشری
 جزاقت حیدر نہیں ایدل سپری
 ایسا نہ دہن دیکھانہ دیکھی کمر ایسی
 پیدا تو کر پیلے صفائی گہرا ایسی
 رکھتا ہی صباحت کہان روک سحر ایسی
 کہنا نہ وہاں بات کوئی نامہ برسی
 سوتا ہے کوئی نیند بھی ایسی بھر
 پائی ہو فلک دریاں عالی نظری
 بی راہ تھی کس طرح ہوئی راہ پر ایسی
 کیا لائی صبا جاکر چین سے خبر ایسی
 اغیار پہ ہے چشم عنایت اگر ایسی
 امید نہ تھی تجھے نیم سحر ایسی



ہے تمیر کے انداز کو خستہ جگری شرط

لاے تو کوئی پہلے طبیعت اثر ایسی



خانہ شرح آہ آتشبار سے
 حسرت دید رخ دلدار سے
 ابر آے جھومتے کہار سے
 کام کیا تھا ہلکو کوئے یار سے
 دیدہ گریان تو یوں رکتے نہیں
 جوشش حیرت سے کوئے یار میں
 سبزہ نوخیز کا تختہ بنا
 بھر دے ہن گوش گلہائے چمن
 تلخ باتیں کین نہیں بیدرد نے
 بنکے عنقا ہجر کی شب اوڑ گئی
 کانپتا ہے بید مجنون کی طرح
 ذرہ ذرہ غیرت خورشید ہے
 دشت میں ہر شب سنا کرتے ہیں ہم
 تیرا ہمیں محبت نزع میں
 اے بت نازک تری پتلی کمر

کم نہیں منقار موسیقار سے
 ہو گئے ہم نرگس بمبار سے
 کون جاے خانہ خمزار سے
 آئے اسی دل یان تری اصرار سے
 سی دی اے غم آنسوؤں کے تار سے
 ہو گئے ہم نقش بردیوار سے
 آئینہ عکس خطر خسار سے
 تو نے بلبیل نالہ ہائے زار سے
 زہر ٹپکا لعل شکر بار سے
 نیند میرے دیدہ بیدار سے
 قیس میری وادی پر خار سے
 کئے جھانکار وزن دیوار سے
 قصہ مجنون زبان خار سے
 سر کو ٹکرایا کیسا دیوار سے
 ہے مشابہ سیر جسم زار سے

ہوں وہ بیل ہڈیاں میری چوکھا | نغمے زاغ کی منقار سے

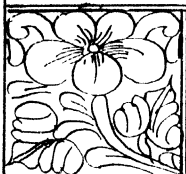
غم میں تنہائی ہے راحت اے اثر | کیوں نہ بھاگوں صحبت غمخوار سے

مر گئے ہیں صدمہ برق پر نور سے | اے ستم بنوا ہماری قبر سنگ طور سے
ای کلیم اللہ اوس بت کو رخ پر نور سے | اپنی داغ دل پہ روشن چراغ طور سے
اس سے پروانہ جلو اوس سے جلو انسا نکال | شمع کو نسبت نہیں تیری رخ پر نور سے
نستی فصل بہاری کو اثر سے ہو گئے | سحر زاہد کو دانہ انگور سے
اوپری سایہ تری وحشی کو صحرائیں نہیں | مثل مجنون بھاگتے ہیں سید مجنون سے
کسکے دلیں ناصحا عشق حسین ہر تانہ نہیں | دلکو بہلاتا ہو زاہد بھی خیال جوڑ سے
برق سے کچھ کم نہیں صحت میں ابو سفاک آج | توڑ کیا شمشیر کی ہر تیز سنگ طور سے
کس قدر یارب ہوا ہو یادہ گوی کو دریا | ہیں انا الحق کہنے والے سیکڑوں منصور سے
بُعد سے پس پانہیں ہو تو گرم میں اہل دل | راہ ملتی ہے مسافر کو چراغ دور سے
کیا فروغ ظاہری سے فائدہ باطن کو ہے | گور کی ظلمت نہیں جاتی چراغ گور سے

عشق کا آزار ہوتا ہے سراسر جان گسل | ہاتھ اٹھایا اثر میں نے دل نہ جوڑ سے

دم گھسا جاتا ہوں دے رخصت فرما دیجھے
فصل گل آئی ہے کر قید سو آزاد مجھے
قید سو تب کیا صیاد فی آزاد مجھے
لئے جاتا ہے کہاں ادولن شاد مجھے
مکتب عشق میں کہتے رہے استاد مجھے
اس سے مقصود نہیں شکوہ بیدار مجھے
بیڑیاں پانوں میں رکھ رہے جداد مجھے
اسی سنگر نہیں جب عادت فرما دیجھے

طاقت ضبط فغان بن نہیں صیاد مجھے
ہوس سیر گلستان ہوئی صیاد مجھے
کر چکی جب مری پرواز کی طاقت پرواز
راہ عجلت کو نڈی کام نگر بے سوچنے
لیگئے مجھے نہ سبقت کبھی قیس فرما د
نالہ کرتا ہوں تقاضاے جفا کے تازہ
کوئی جانان سے نہ لیجاوی جنون صحر اکو
داو و حشر سے کیا داد جفا کی اسید





خون بہا لیتا ہوں جتنے جنوں میں تانا
خار صحر ہے اثر نشتر فساد مجھے



تجھ کو واعظ خدا خراب کرے
لطف فرمائے یا عتاب کرے
بات کی بات میں خراب کرے
ذرہ کو رشک آفتاب کرے
بحر سے ہم سہری جباب کرے

اس رحیمی پہ وہ عذاب کرے
سب ہی موقوف اس کی مرضی پر
لاکھ تو ہو بنا جو وہ چاہے
کچھ نہیں دد راد سکی قدرت سے
زور گردے وہ نا تو انون کو ۛ

ترک کیونکر کوئی شراب کرے	بجودمی کا بھی ایک عالم ہے
کوئی کیون حسرت شباب کرے	حسرتوں کے ہجوم کا ہے وقت
مشق گریہ ابھی سحاب کرے	دیدہ ترین اور بابت ہے
انہن کیا کوئی انتحاب کرے	سب بتو کا ہے ایک ہی انداز
تیرا سو محلہ ہے کہ تو جواب کرے	سو محلہ نہ لگ دن لبونکے اے غنچہ

	اے اثر تیرے شور نالہ سے	
	کسطح کوئی شب کو خواب کرے	

ہوایان کی ناساز پا کر چلے	دل اس باغ سے جو اٹھا کر چلے
ہمیں خاک میں کیون ملا کر چلے	وہ مردوں کو زندہ بنا کر چلے
وہ جب آئے ہکھو رولا کر چلے	کسی ڈھب سے دلوں دکھا کر چلے
وہ مدفن سے دامن بچا کر چلے	موسے پر بھی ہم سو ہے اونکو غبار
قیامت کا عالم بپا کر چلے	گئے سیر کو غریبان کو جب
ہمیں آپ ایسا برا کر چلے	دنیا کے قابل نہ دین کر ہے
تو بیکار گھر سے نہا کر چلے	جو عطا خاک ہی ہم پر یوں ڈالنا
حق عاشقی ہم ادا کر چلے	کئے جان و ایمان تجھ پر نثار

نہ آیا اونھیں کچھ بھی خوفِ خدا	ہمیں اپنا بندہ بنا کر چلے
ملائے سفر سے اعمال کو	جو کرنا تھا ہم اے خدا کر چلے
ہم عاشق ہیں موسیٰ نہیں ہیں جو آپ	ہمیں ان ترانی سنا کر چلے
پیہر تھے پیارے عاشق نہ تھے	جنھیں آپ بالابتا کر چلے
چلے کس لئے آتے ہی جان من	جو وعدہ کیا تھا وفا کر چلے
جو ایسا ہی جانا ہوا تو تھے کیوں	یہ کیا آئے تم اور اگر چلے
افاقہ کی صورت نہ کوئی ہوئی	بہت درد دل کی دوا کر چلے
نہیں وقت اب تو دوا کا کہ لوگ	اعادت کو آئے دعا کر چلے
ترے پاس اب تو چلے اے کریم	بھلا کر چلے یا بُرا کر چلے
سہارا ہے تیرے کرم کا ہمیں	نہیں اسکی پروا کہ کیا کر چلے

اشرباغ دنیا سے گل کی طرح	جو ہوز رکھت زلٹا کر چلے
--------------------------	-------------------------

جیسا تھا حسن یا رہا باقی ہے	وہی اگلی بہار باقی ہے
روز کہتا ہوں تجھ پر مٹا ہوں	اپنا کیا اعتبار باقی ہے
دم نکلنے میں کوئی دیر نہیں	اک ترا انتظار باقی ہے

تھوڑی فصل بہار باقی ہے
اب تجھے کیا غبار باقی ہے
دل کو کیا انتظار باقی ہے
سیکشی کا خسار باقی ہے

اب بھی لچل چپن میں اے صیاد
کرچکا میری خاک تک برباد
قبر میں پیٹھ کیوں نہیں لگتی ؟
وہ عروج نشاط بزم کہاں



اور کوئی نشان اثر کا نہیں
کچھ نشانِ مزار باقی ہے



ساتھ بازار کا بازار لئے پھرتی ہے
سہرہ کو چہ و بازار لئے پھرتی ہے
جستجوئے کمر یار لئے پھرتی ہے
آج تک حسرت دیدار لئے پھرتی ہے
مشعل آہ شب تار لئے پھرتی ہے
چونچ میں گل کی جگہ غار لئے پھرتی ہے
تمکو اے کافر و دیندار لئے پھرتی ہے
ساتھ میں گرد کی دیوار لئے پھرتی ہے
دخت رز شمع کی دستار لئے پھرتی ہے

خُسن کی جنس خریدار لئے پھرتی ہے
دربد حسرت دلدار لئے پھرتی ہے
عدم آباد میں آنیکا سبب ظاہر
دیکھا ای جان جہان شمسِ فرود زات
دلِ سوزان ہو نہیں کوئی نشانِ ظلمت
آؤ ہی فصلِ خزانِ بلبلِ شیدا بہکی
دیر و مسجد میں تناسے زیارت کسکی
دشت میں قیس کو کیا آؤ نظر جب لیلی
دُور ساغیرین نہیں کفِ سر راہ باقی

خون فرادے بیچیں ہر روح شیریں	بیتوں نے بھی گران بار لئی پھرتی ہے
گل سو کیوں کہنہ ہیر دیتی ہے پیام بلبل	اپنی سر باد صبا بار لئے پھرتی ہے
مانتا ہی نہیں بلبل کی کرے کیا بلبل	ساتھ میں قیس کو ناچار لئے پھرتی ہے
صدمہ پہونچا کسی گل کو کہ چمن میں بلبل	خون میں ڈوبی ہوئی منقار لئی پھرتی ہے
کشتہ ناز کی تربت ملیگی بلبل	برگ گل چو نچ میں بیکار لئی پھرتی ہے
طاہر دل کو ہواے خم زلف صیاد	صورت مرغ گرفتار لئے پھرتی ہے
جنشش پاسو ہے انداز قیامت برپا	ساتھ محشر تری رفتار لئے پھرتی ہے
کو کہن خود تو سبکدوش ہوا پر شیریں	سر پہ الزام کا کہہ سار لئے پھرتی ہے
دشت غربت میں نہیں پھرتا ہوں آوارہ	گردشِ حرج ستم گار لئے پھرتی ہے
ساتھ دنیا کا نہیں طالب دنیا دے	اپنی کتون کو یہ مردار لئے پھرتی ہے



حسرت دیدارِ حضرت آتش کی طرح
پیشِ روزن پس دیوار لئے پھرتی ہے



فسانہ مرا سنے گھبرا گئے	ادھن اپنے اعمال یاد آ گئے
وہ کلِ غیر کی دید کو کیا گئے	ہمیں دیکھ کر آج شرم آ گئے
عذابِ شبِ ہجر زاہد بنو چھ	ہم اپنوں کے کی سزا پا گئے

میری لاش کے ساتھ اعدائے
وہ دنیا سے آخر کو تنہا گئے
خدا جانے کیوں لکھو یوں بھاگے
سرطور بیکار موسے گئے
عجب کیا جواز اہ کو یاد آگئے

ستم تو فی مردے پہ جائز رکھا
جہنمین لوگ رہتے تھے گھیرے ہوئے
بتو دشمن جان و ایمان ہو تم :
ہر اک سنگین جلوہ یار تھا
کبھی تم بھی کعبہ میں تھے اے بتو



اثر کو سمجھ لو کہ مہمان ہیں اب
یہی ہے کہ امروز فردا گئے



آدمی کو فکر عقبے چاہئے
ہے جسے مرنا اوسے کیا چاہئے
ہر قدم پر فضل مولے چاہئے
نیک و بد کو خوب سمجھا چاہئے
نفس مارہ کو مارا چاہئے
کشتی مے سے کنار چاہئے
مر کے کیا ہوتا ہے دیکھا چاہئے
لذت غم کو چھپایا چاہئے

اس جہان کی کیا تمنا چاہئے
کچھ نہیں درکار اسباب جہان
راہ حق دشوار ہی دشوار ہے
ہے سمجھ ہی پر مدار عاقبت
کیا ہوا مارے اگر شیر و نہنگ
غرق ہی ہوتے گئے اسکے سوار
ہیں شفیقہ قول شیخ و برہمن
غیر غمخوار ہے آمادہ نہو :

چاہئے غیروں کو جتنا چاہئے
اب وہ کیا کرتے ہیں دیکھا چاہئے
تجھ سا اک ہنگامہ آرا چاہئے
ان بتوں کا زور دیکھا چاہئے
خضر کے جینے پہ رو یا چاہئے

صبر میں پورا ہمیں پائیگے آپ
کر چکے برباد میری خاک تک
رونق ہنگامہ کو محشر کے دن
اک خدائی کو لئے ہیں ہاتھ میں
زندگی بے عشق حکم موت ہے



سرو بال و دوش ہے تو بھی اثر
اوسکے ابرو کا اشار چاہئے



ہم رنڈ خدا چھوڑ سہارا نہیں کتے
قارون کو خزانہ کی بھی پروا نہیں کتے
ہم دل میں کوئی حسرت دنیا نہیں کتے
پروا کریں کس چیز کی ہم کیا نہیں کتے
آگ مری اک کاہ کا رتبہ نہیں رکھتے
دنیا کی طلب طالب مولیٰ نہیں کتے
ہم تیری سوا کوئی وسیلا نہیں رکھتے
عاشق تری قارون کا خزانہ نہیں کتے

زاہد کی طرح زہد پہ تکیا نہیں رکھتے
آزاد غم دولت دنیا نہیں رکھتے
عزت کی ہوس زر کی تمنا نہیں رکھتے
دل گنج قناعت کی بدولت ہی تو نگر
تو کوہ اگر لعل بدخشان سے بھری ہو
جو طالب دنیا ی دنی ہیں اونہیں کہہ دو
دارین میں ای نائب سلطان و عالم
کیا نذر کریں دل کو سوا اس شہ خوبان

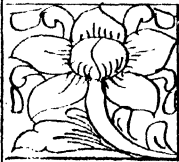
راضی بردناہیں ترے آزاد محبت جینے کی ہوس موت کی پروا نہیں رکھتے

پوشیدہ جو دل میں ہے اشرفی کی دست ہم اسکے سوا اور دینا نہیں رکھتے

مجھے نہ کہو پاس عدو کا نہیں رکھتے
قسمت سے کلا بخت سے شکوہ نہیں رکھتے
شمشاد اگر چہرہ زیبا نہیں رکھتے
جب چاہیں مجھے قتل کریں آپ خوشی سے
تم سو مرض عشق نہ جائیگا طلبیہ
جو دل غم میں تری فرقت میں جنور
سر پھوڑی دو چارہ گرو ماتھ نہ رو کو
بیخوف نہ کیوں عرصہ محشر میں نہ آئیں
دل نہ بچے سر پھوڑے مر جائے لیکن
اغیار سے کیوں بنج کریں تیر کو تم کا
منکر ہیں تری حسن دل افروز محروم
کافی ہو تری مست نگاہوں کا تصور

کیا مجھ کو غرض رکھتے ہو تم یا نہیں رکھتے
صہ شکر کہ ہم شیوہ اعدا نہیں رکھتے
اسو رشک چمن گل قدبالا نہیں رکھتے
جینے کی ہوس عاشق شیدا نہیں رکھتے
اس دکھ کی دوا حضرت عیسیٰ نہیں رکھتے
اسو غیرت گل لالہ صحرانہیں رکھتے
بیکار کسی شخص کو بھلا نہیں رکھتے
واقف ہیں کہ ہم خون کا دعویٰ نہیں رکھتے
یہ کام ہیں ایسے کہ نتیجہ نہیں رکھتے
ہم ظلم کسی پر بھی گوارا نہیں رکھتے
کیا دیکھیں تجھے دیدہ مبیا نہیں رکھتے
ہم آرزوئی نہ صہا نہیں رکھتے

لبا دینے ہیں جان بخش نہیں اس میں سچ کچھ	پر میری لئے حکم مسیحا نہیں رکھتے
جلاد کو ماتھون مری پر زنی تو اڑینگے	افسوس کہ وہ قصد تماشا نہیں رکھتے
دل حیر کے خون خچہ قاتل میں لگائیں	اتنا تو کلیجا مرے اعدا نہیں رکھتے
شکوہوں سے دل ادھکا تو بھرا ہر دلوں ہدم	باتوں سے دکھاتی ہیں کہ گویا نہیں رکھتے
افسردہ مزاجی نے بنایا نہیں سیکار	وہ دل نہیں رکھتے وہ کلیجا نہیں رکھتے
پہونچی ہو کہاں اونکی عداوت کی ترقی	وہ میری محبت بھی گوارا نہیں رکھتے



آنسو ہیں کہ جاری ہیں اثر دیدہ تر سے
روزی کے سدا تم کوئی دھندا نہیں رکھتے



اے شمع تو ہی بزم سے با چشم تر گئی	ہم شکل دودا آہ نسیم سحر گئی :
دل سے عدو کے تیر کی صورت گزر گئی	آہ شب فراق مری کام کر گئی :
تیری نگاہ اور کہ صرہ بد نظر گئی :	دل کی طرف گئی کبھی سو می جگر گئی
کیا آوازے صبا مجھے پرواز کا خیال	مدت ہوئی کہ آرزوی بال و پر گئی
مشق جفا کے خوف سے روزی لگا عدو	جب دس ستم شعار کو میری خبر گئی
دل میں ہوا اے عرض ہوئی عندلیب کو	جب گل کو کان باد سحر گاہ بھر گئی
تا عمر گزشتہ طافیہ عدو رہا :	اپنی بھی زندگی کوئی صورت گزر گئی

مرنے کے بعد کون مرا نوحہ کرے گا	اک بیکیسی تو روئے مری گور پر گئی
میں مر رہا ہوں کب سو غم انتظار میں	کبخت موت کیا شب ہجران میں گئی
لیکھ دو کو ساتھ وہ پریش کو آؤ میں	وا حسرتا کہ لذت درد جگر گئی
کس موٹھ سوڈ کر کیجئے باقوت و لعل کا	رنگت تری لبونکی اوٹھیں نام و ہر گئی
بل کر رہی ہر زلف اُتر نیکو دوش سے	اتری اگر تو جانِ دِ ظالم کمر گئی
بہنہ نامی طریق گوارا نہ کر سکی ہے	حسرت ہمارے ساتھ پس نامہ برگئی





میں ہی نہ اوسکی بزم سے روتا اوٹھا
آنسو بہاتی شمع بھی وقت سحر گئی ہے



دو چار دن کی سیر چمن کو دکھا گئے	گلے صبا بہار میں کیا آؤ کیا گئے
گل و در عند لب میں جھگڑا لگا گئے	سیر چمن میں تم یہ نیا گل کھلا گئے
کعبہ گئے مدینہ گئے کر بلا گئے ہے	جب ہم نہ تھے پسند کہیں کے تو کیا گئے
تھی دیدنی بہار ہمارے غبار کی	اونکی گلی میں ہم سر دوش صبا گئے
بانگ جرس نہ غلغلہ کوں صبح دم	جو قافلے عدم کو گئے بے صدا گئے
مدت پہ دل میں آیا تھا اللہ کا خیال	کس وقت اسی ہو مجھے تم یاد آ گئے
دم بھر بھی بے جرس نہ مارا رواں عمر	نالی ہمارے ساتھ بجائے درا گئے

<p>سوختہ لیکے غیر رہ گیا دورِ اخیر میں کیا تم کو اے کلیم بتاؤں کہ کیا بنی بزمِ عدو میں آکر وہ بیٹھے عدو کو پا پر قسمیں نہ کھائی مجھے کوئی گلا نہیں ضد کی ہو اور بات و گرنہ پئے جفا مرتے ہیں خضر سبزہ رخسارِ یار پر اہلِ جہان کو دیدہ عبرت سی دیکھئے احو آسمانِ بختان کہ مدفون ہو کہیں ہم بے باک تم ہو ایسے تو محشر میں اے بتو ناحق کی ہم سپرِ پشال بیان ہو اسی خدا</p>	<p>جو کچھ رہی تھی ادھی ہم چڑھا گئے وہ بڑ نقاب سانسو میرے جو آگئے چلنے کو جب ہو تو ادھی سے گھر بلا گئے کوئی عدو میں شب نہ گئے آپ یا گئے اغیار کیا بُری تھے کہ ہم اونکو بھا گئے سن لینا ایک روز کہ وہ زہر کھا گئے تھی جیسے شہم لطف وہ آنکھیں چرا گئے تیر کو تم کو ڈر سے زمین میں سما گئے کیا جانیں کیا کرو گے جو پیشِ خدا گئے تو ادھیے پوچھ جو ہمیں کافر بنا گئے</p>
---	---

	<p>جب کھو چکے تو سادگی طبع سے اثر اونکی گلی میں ڈھونڈھنے دلِ بابر ما گئے</p>	
---	---	---

<p>رو تے ہیں سنکے کہانی میری عمر بھر بات نہ مانی میری خاک ہو جائیگے جل کر اعدا</p>	<p>کاش وہ سُننے زبانی میری گزری حسرت میں جوانی میری آتشِ عشق ہے بانی میری</p>
--	---

کٹ گیا غیر مری باتو سنے
 آئینہ دیکھ کے فرماتے ہیں
 غیر سے میری حقیقت سن لو
 پھر تمہیں نرسند نہیں آنکی
 بار کیا پاؤں تری محفل میں
 ہمہ تن گوش بنو سنتے ہیں
 یاد آؤ نگاہ کا رون کو
 التجا ایک مقدر دو تھے
 حشر میں کچھ نہو ابھی سوال
 اپنی تصویر سے فرماتے ہیں
 نوح کو اسکی خبر ہے کہ نہیں
 اب اوٹھینگے ترے در سے مکر
 میرے اشعار فغانِ دل میں
 خسرو ملک سخندانِ ہون
 دل میں پوشیدہ بیگی کبتک

واہ رے سیف زبانی میری
 کس غضب کی ہے جوانی میری
 میں نہیں کہتا زبانی میری
 کہیں سن لی جو کہانی میری
 ہے سبک تجھ پہ گرانی میری
 غیر کہتا ہے کہانی میری
 بے نشانی ہے نشانی میری
 غیر کی مانی منانی میری
 واہ رے ہیچمدانی میری
 تو ہی عالم میں ہے ثانی میری
 ہے بلا اشک فغانی میری
 کبھی اوٹھتی نہیں بھٹانی میری
 قدر کرتا ہے فغانی میری
 داد ہے باج ستانی میری
 آتش شوق نہسانی میری

تار گیسو سے نگہ جہاں لہجی دیکھنا رشتہ دوانی میری

دل کی حالت سے خبر دیتی ہے
اثر آشفتمہ بیانی میری

بدتر و او گل چین کیا بہارِ نغمہ ہے
 کم نہیں فصلِ بہاری سو بہارِ نغمہ ہے
 مطربانِ خوش نواہین ساز گارا لہلہ شوق
 شرع ہی قانونِ عقلی دعا عطا برہم نہ ہو
 او سکا اگر کیوں نہ عاشقِ گوشِ برآواز ہوا
 آشنای ساز لذت ہو دلِ اربابِ شوق
 کچھ لبِ کرفشان ہو چمنِ بہنِ نغمہ ہے
 بنے جو گن کون دکھلا نیکو ہو اپنا کمال
 کوئی فصلِ گل میں دعا عطا کسطح تو بہ کرے
 مو عظمت پابندیِ فطرت کو کیا باطل کرے
 تیری دل پر زاہدا ہوتا نہیں کوئی اثر
 ہے صدا گوشِ دلِ محزون کو بنیابی کی شکل
 گوشِ دلِ زحمت کشی سو خارِ نغمہ ہے
 تازگیِ بخشِ دلِ مردہ عذارِ نغمہ ہے
 منزلِ مقصودِ بد حالانِ دیارِ نغمہ ہے
 صرف چند اصواتِ موزون پر ہوا نغمہ ہے
 ہر سخن کو جسکے حاصل اعتبارِ نغمہ ہے
 طبعِ ناموزون زائدِ شرمسارِ نغمہ ہے
 بلبلی شیریںِ بانِ سید و انجمہ ہے
 آج محفلِ میں بھی کو انتظارِ نغمہ ہے
 یہ تو وقتِ سیکشی ہی روزگارِ نغمہ ہے
 دلِ پریشانِ جذبہِ بختیارِ نغمہ ہے
 سو مکرناور نہ پتھر کو بھی کارِ نغمہ ہے
 لاکھ پردے میں بھی ظالمِ سہرا نغمہ ہے

پہونچ جائیگے خدمت شاہ میں
جو تقدیر یا در اثر ہو گئی :

وہ تو ہنس ہنسکے سوی غیر نظر کرتا ہے
خافلو تملکو بھی چلنے کی خبر کرتا ہے
ڈر ڈر تو تری چہرے پہ نظر کرتا ہے
کسکا جلوہ دل عاشق میں گزر کرتا ہے
بید مجنون مری سایہ سی حذر کرتا ہے
کارِ غماز مگر دیدہ تر کرتا ہے :
مشق آئینہ گری آئینہ گر کرتا ہے
میری کوچہ میں جو رورو کو سحر کرتا ہے
کہتے ہیں دل میں حسینو نکو بھی گھر کرتا ہے
نالہ صد چاک گریبان سحر کرتا ہے

نالہ کس مونہہ سی تو دعویٰ اثر کرتا ہے
کوئی دنیا سی عدم کو جو سفر کرتا ہے
سور و لطف سی غیر مگر اسپر بھی
دلشکں باز بھی آ فکر شکست دل سے
اپنی وحشت سی بڑھی رونق صحر آجوں
عشق کو دل میں چھپا رکھنا بہت آسان
طالب نذر ہوا رومی مصفا کسکا
غیر سے پوچھتے ہو کون ستم دیدہ ہے
عشق کی خانہ خرابی ہو توقع کا سبب
اپنے دامن کو شب تار بچاؤ رہنا

کسکا آزار کشیدہ ہے کہ راتوں کو اثر
نالہ کرتا ہے تو سو ٹکڑے جگر کرتا ہے

شراب خون جگر ہے ہلکو شراب ہم لیکے کیا کریں گے

لڑک کی جا ہے دل برشتہ کیا ب ہم لیکے کیا کرینگے

ہزار پردہ میں بھی چھپائے سو حسن چھپتا نہیں مری جان

تمھارے عارض یہ کہ رہے ہیں نقاب ہم لیکے کیا کرینگے

ہمارے نقدِ دل و جگر کو حساب کے بعد پھر دینگے؟

حساب لینے کا اونے حاصل حساب ہم لیکے کیا کرینگے

ہمیں جو بھیجا ہے تم نے مصحف پڑھی لکھے ہم نہیں اپنی حرفت

دکھاؤ اپنا رخ کتابی کتاب ہم لیکے کیا کرینگے

تمھیں مبارک ہو شیخ صاحب بڑھاؤ دین یون جوان بننا

ہماری چہرے پہ بھڑیاں ہیں خضاب ہم لیکے کیا کرینگے

ازل میں موقع جو ہمو ملتا تو اپنے خالق سے عرض کرتے

کہ حسرت تو نکا ہے یہ زمانہ شباب ہم لیکے کیا کرینگے

خوشی سے لین آپ جان ہماری عزیز کیا پسے ہر ہمو

ہمارے کیا کام آئیگی یہ جناب ہم لیکے کیا کرینگے

جب ابتدا ہی سے شوق دیدِ جمال اتنا ہی تجکو اے دل

خدا سے نادان کہا نہ پھر کیوں حجاب ہم لیکے کیا کرینگے

	دل پر آشوب وقت قسمت یہ غرض کرنا تھا تیری نسبت
	ملے تو اچھا ملے ابھی خراب ہم لیکے کیا کریں گے
	بتوں کی الفت سے باز آئیں مگر جو دل اسکو مان جا
	پڑی ہے واعظ عذاب میں جان ثواب ہم لیکے کیا کریں گے
	جو منع کرتا ہے دل نہ دینے بتوں کو ناصح مگر خدا را
	بتا دے تو ہی کہ اس طرح کا عذاب ہم لیکے کیا کریں گے
	نہیں کچھ اسید زیت باقی رہی ہو بات اب گھڑی ہر کی
	جواب قاصد جو لایگا بھی جواب ہم لیکے کیا کریں گے
	خدا کی بخشی ہوئی ہے، وقعت اثر نہیں کوئی ایسی قسمت
	ملی ہے جب عزت سیادت خطاب ہم لیکے کیا کریں گے
<p>یہ کہتے حشر میں زامہ گناہ گار آئے</p> <p>قفس میں بلبل نالان کو کیا قرار آئے</p> <p>غم فراق میں کیونکر مجھے قرار آئے</p> <p>لحد میں کیا دل برباب کو قرار آئے</p> <p>بہارِ عمر خزان ہو گئی تو پھر اسے دل</p>	<p>تر کی کرم کے ابھی اسید وار آئے</p> <p>چمن میں دھوم سی جب موسم بہار آئے</p> <p>ترا خیال جو یوں دل میں بار بار آئے</p> <p>عدد کو ساتھ لئے وہ سر مزار آئے</p> <p>چمن میں موسم گل جوش پر ہزار آئے</p>

ہم اپنی فعل کو کیونکر نہیں بخدا محتا
 بزرگ شمع ہمیں پیش غیر جلنا تھا
 کیسی زلف مغبر کی بوسبلا می
 ہمیں تو مرگ نے بے اعتبار کر ڈالا
 گلہ بجا ہی سہی اونکی سرگرائی کا
 پکار ہی رحمت حق واعظو کہان ہو تم
 خدا نے جب تمہیں دی اس طرح کی پیاری
 نکال اپنے شب وصال حسرتیں دل کی
 جو دن کو ہمیں گل سول لڑاے بلبل
 اور تمہیں سنائیں ہم افسانہ بیقاری کا
 شمار ہو نہیں سکتا مری گناہوں کا
 نہ اپنی گرم کلامی سول جلو نکو چھیر
 کھنچی تھی ساتھ میں کیا مری کو کوہکن کی جو
 عدو کو خاک بنادی کہ تیری کوہ سے
 ہماری داغ جگر سوز کا وہ عالم ہے

یہاں جو آؤ تو کیا ایک اختیار ہے
 اسی لئے ترمی محفل میں ان شکبار آئے
 کہ مشک نافہ لئے آہو مری ستار آئے
 کہ میں جو مری نہیں کیا اونکو اعتبار آؤ
 مگر نہ خاطر نازک پہ اونکے بار آئے
 حضور داد اور محشر گناہ گار آئے
 تمہیں بتاؤ کہ کیونکر نہ دل کو پیار آئے
 خدا کرے بھی تو وہ دن کہ اپنا یار آئے
 یہ انتظار کہان کا کہ بھر بہار آئے
 مگر تجھے تو دل مضطرب قرار آئے
 کریں شمار فرشتے اگر شمار آئے
 سر زبان نہ کہیں آہ شعلہ بار آئے
 یہ ابراہیم بن ساقی کہ کوہسار آئے
 غبار پنج لئے تیرے خاکسار آئے
 کہ جسکو دیکھ کر خورشید کو بخار آئے

عدو کو کیون نہیں سمجھا تو حضرت نام	کہاں کو آپ مری ایسے دوست را آئی
رہا جو ہم عدو شب تو ادنیٰ کو چہیز	ہزار بار گئے ہم ہزار بار آئے
ہزار شکر بھر دسا رکھانہ طاعت پر	جو تیرے سامنے آئے تو شرمسار آئے
عدو کی مرگ سی کیونکر نہو ملال مہین	ہماری پاس وہ آئی تو اشکبار آئے

اثر پہاڑ کی جانب گئے تھے بہر شکار	بہاوردی سے کئی شیر جا کے مار آئے
-----------------------------------	----------------------------------

یاد کرو انکو جو تیری عشق کو مارو نہیں تھے	ذکر کیا فرما دو مجنون کا کہ آدرو نہیں تھے
محفل غیار میں شب تھو جو وہ رونق فروز	تا سحر ہم آتش غیرت سی انگارو نہیں تھے
گل چڑھا اسی بلبل شیدا ہماری قبر پر	ہم بھی اک رشک چین کو ناز بردارو نہیں تھے
جرم الفت پر کیا قاتل مہین تو زہلاک	قابل تعزیر کیا ہم ہی گنہگارو نہیں تھے
تھے چین میں بھی ترے دام محبت کو اسیر	وان بھی اسی صیاد ہم تیری گرفتارو نہیں تھے
غیر کے کہنے سی ہوں اسی بانی بیدار بندہ	ہاں وہ روزن جو تیری گھر کی دیوارو نہیں تھے

صوفی صافی بنے ہیں کچھ تو کہے خبر ہے	ایرا شر کے دن ہوئی ہیں پیچھا رو نہیں تھے
-------------------------------------	--

کیا کہیں ہمد کہ کیا نقشہ دل سب لکھی	آہنی ہی جان پر عالم بڑی مشکل کا ہے
-------------------------------------	------------------------------------

<p>سرخ چسان اور محشر مری قاتل کا ہے کچھ خیال و اہل غفلت گور کی منزل کا ہے اب قرینہ اور ہی اس شوخ کی محفل کا ہے لب بلب یا ہو تو بھی خشک لب اصل کا ہے مجھ پر او سکے پاس بانو نکو یقین سائل کا ہے شام سی اتر اہوا چہرہ سہ کامل کا ہے</p>	<p>خون کا دعویٰ کروں مجھے یہ سکتا ہیں خواہ گاہ دہر میں کسی بہن یہ سستیاں ہم قمر یاس لربا بنے فاکو نکر نہوں تشنہ کامان ازل و خضر کیا سیلابوں رحم کھا کر یاد کو در سے ہٹا دیتے نہیں آج وہ خوشیدر و کیا جلوہ گر ہو با پر</p>
--	--



پایمال یاس ہی ہوتی رہی کشتِ وفا
 او اثر حاصل یہ تیری سخی لاصل کا ہے



<p>اس سن میں آدمی نہیں ہوتا ہے آدمی وہی اے مرد خدا ہوتا ہے تیری تدبیر سے کیا ہوتا ہے اس میں خالق کا کلام ہوتا ہے</p>	<p>کیا کیا سنج پیری میں ہوتا ہے آدمی جو سق در کا لکھا ہوتا ہے آگے تقدیر کے او دشمن عقل کرنے قسمت کا گلہ اے نادان</p>
---	---



رباعی



<p>کیونکر نکر و نوح و ثنائے حیدر حیدر کا ہے مداح خدا و حیدر</p>	<p>سومن ہون کھون کیون نہ ولا و حیدر کیا غم جو عد و مدح سے انکار کرے</p>
--	--

رباعی

خالق کی رضا جان رضا حیدر	سوجان سی ہو جا تو خدا سے حیدر
سومن کو نہیں عشق علی سے چارہ	ایمان کی دلالت ہی دلا سے حیدر

ایضاً

حیدر کی صفت کیا کوئی انسان لکھے	کیا تاب کوئی دوسرا قرآن لکھے
مکمل نہیں انسان سے مع حیدر	ہاں لکھے تو پھر ایزد سبحان لکھے

قطع

حارب جو ہی علی کا وہ حارب نبی کا	حارب نبی کا دشمن اللہ پاک سے
پس حارب علی و نبی و خدا جو ہو	وہ عاقبت خراب جہنم کی خاک سے

ایضاً

کعبہ ہی میں نہیں ای شیخ ہزاروں بند	نام اللہ کا ہر آن لیا کرتے ہیں
دیر میں پیش بتان ہاتھ میں لیکر سمرن	برہمن شوق سی ہر نام چپا کرتی ہیں
دیر تو دیر علی گڑھ میں بھی اہل حدت	لفظ نیچر سے او سے یاد کیا کرتی ہیں

قصیدہ

دمول رسید و مولانا حضرت امیر المومنین علیہ السلام الی یوم القیام

مردہ بادا شہسوار لافٹے پیدا ہوا
 ہر جب کی تیرہویں لباش ہوا اہل کرب
 مسند پیغمبری کو اور بھی زینت ہوئی
 فرق اقدس پر ہر زیبا جسکے تاج انما
 لمحک لمحی ہر جسکی شان میں ای مومنو
 لافٹی الاعلیٰ لاسیف الادوا الفقار
 ضیغم دشت قوت شیر سیدان و غا
 جب کبھی مر جب پر شاہ ازجان کی ذوقا
 دشت میں جسے بچا یا شیر سے سلمان کو
 شان میں جسکی خدا ذیل انزل کیا
 مثل شاہ انبیاء بادشاہ اولیا
 خرقہ سراج بخشا حق فرموی کو مری
 دیدہ حق بن ہو دیکھو جلوہ روی علی
 پہلے کعبہ تکبہ تھا ہو گیا بیت خدا
 مومنو باقی نہیں اب خوف طوفان نقار

را کب دوش جناب مصطفیٰ پیدا ہوا
 ابن عم پادشاہ انبیا پیدا ہوا
 جانشین حضرت خیر الوری پیدا ہوا
 کشور ملت کا وہ فرما روا پیدا ہوا
 وہ جگر بند جناب مصطفیٰ پیدا ہوا
 شان میں جسکی ہر وہ شیر خدا پیدا ہوا
 حیدر شکر شکن خیر کشت پیدا ہوا
 عالم بالا میں شور مر جب پیدا ہوا
 وہ زبردست جناب کبریا پیدا ہوا
 مومنو وہ آج حمد و ج خدا پیدا ہوا
 اولین و آخرین کا پیشوا پیدا ہوا
 بہر ستاری وہ شاہ دوسرا پیدا ہوا
 منظر ذات جناب کبریا پیدا ہوا
 جب علی مرتضیٰ سا با خدا پیدا ہوا
 کشتی دین خدا کا نا خدا پیدا ہوا

آج وہ عقدہ کشا مشکلتا پیدا ہوا	ہر نبی کی مشکون کو جسے آسان کر دیا
وہ معین اور لیا و انبیا پیدا ہوا	شکل آدم میں ہوا مسجود جو مقصود حق
بحر وحدت کا وہ درّی بہا پیدا ہوا	دشمن موسیٰ کو جسے کر دیا کہ مہین غرق
مژدہ ایل حزن وہ غمزا پیدا ہوا	جسے یوسف کو ملایا غمزدہ یعقوب سے
وہ رہ دین نبی کار ہنما پیدا ہوا	خضر و الیاس سچا کو ہدایت بر کی
اہل حاجت کیلئے حاجت روا پیدا ہوا	جتنے میں بیدست اونکا ہر لیلہ دستگیر
کون مولیٰ کے برابر دوسرا پیدا ہوا	مرتبہ میں منزلت میں بعد محبوب خدا
نام میں نام خدا نام خدا پیدا ہوا	ذاتین بہتات حق پر وہ شہ دنیا و دین
مثل پیغمبر علیؑ معجز نما پیدا ہوا	رحبت خورشید سے عالم پر روشن ہو گیا
عالم علم کہ نہ مصطفیٰ پیدا ہوا	قابل قول سلونی واقف اسرار غیب



اپنی شکل کیلئے پڑھا اور اشرنا د علی
ساری شکل کا علیؑ مشکلتا پیدا ہوا



قصیدہ منقبت



جلوہ فزتری ایک کیا دیر در حرم کو	کیون کعبہ دل میں نہ کہیں تجھے صنم کو
ہو دخل نہ زاہد تری تقویٰ کو صنم کو	ہم فز و صغنا نہ بنایا ہے کہ جس میں

دل ہو گزرگاہ خدا کعبہ یہی ہے
 ہے وحشت دل سمجھے ہوئی سیر و تماشا
 محتاج دلائل نہیں اثباتِ الہی :
 ابطال جز لا یتغیر می سے جو تو نے
 ثابت ہوئی جسوقت سہولی کی قدیمی
 شے کوئی سہولی نہیں ای شکل سہولی
 ہر چند قوی فعل میں ہے قوت بنیش
 پیراہن یوسف کی کشیم آئے ہو اپر
 اضداد و موافق یہ قدرت میں اپن کر
 احسن ہو مگر ہنج وہی جیسے عالم
 فطرت کا تقاضا ہو کہ ہو عدل کرم میں
 بخشش ہو تلی اس کو قسام ازل سے
 ادنیٰ کو جو اطوار ہیں اعلیٰ کو نہیں ہیں
 انداز جو ہیں داخل طینت نہیں جالبے
 کر شکر کہ ہو شکر ہی سرمایہ طاعت

اسو شیخ ترا کعبہ نہیں چاہئے ہم کو
 صحرا ی مدوٹ اور بیابان قدم کو
 ای فلسفی رکھ چھوڑ براہین حکم کو
 چاہا کرے اثبات سہولی کے قدم کو
 مذہب میں ہوا دخل تدشہر کے قدم کو
 صورت ملی بدعت سی تری کفر و ظلم کو
 چاہی تو کرے اس سی قوی قوت شہم کو
 کنعان میں اک پیر پرا زرد دوالم کو
 سعدن بنویم چاہو جو سعدن کریم کو
 اس ہنج میں کچھ دخل نہیں لا و نعم کو
 اس عدل ذبے زور کیا دست تم کو
 خالی نہ رکھا عدل سی میزان کرم کو
 آثارم آہو نہیں شیرانِ اجم کو
 آہو نہ کبھی ترک کر عادت رم کو
 ہو شکر ہی جو دفع کرے کفر و ظلم کو

جب سو کہ کھلی ہستی عالم کی حقیقت
 اس عالم فانی میں اثر دل نہ لگانا
 مغرور نہ ہو شروت دنیا و دنی پر
 کیا مال سمجھتے ہیں جو ہیں صاحب دانش
 نادان ہو منقش جو کری صفحہ دل پر
 اگر عقل ہو کر ملک قناعت کو مسخر
 اس راہ طلب میں تو بنا پیشوا اپنا
 یعنی کہ علی حسین کر می ہے خدا کی
 وہ شاہ گدا جسکے سمجھتے ہیں مذلت
 وہ غازی حق تیغ نے جسکی کیا معدوم
 وہ صیغہ دین جسے کیا زیر و غامین
 اسی سرور دین شاہ خجف مالک کینین
 وہ رہبر حق تو ہے کہ ارباب بصارت
 شاہ تری مدحت نہیں انسان سو ممکن
 باہرین بیان سو تری اوصاف گرامی

ہم ایک سمجھنی لگے ہستی و عدم کو
 رونانہ پڑی تھک کو کہیں بحث و نرم کو
 بازیچہ اطفال سمجھ جاہ و چشم کو
 ملک زرو اسپ و شتر و طبل و علم کو
 نقش ہوس و رغبت دنیا و درم کو
 یہ ملک حاصل ہوا شانان عجم کو
 شاہنشاہ دین نایب سلطان انجم کو
 امید کرم جس سے ہے ارباب کرم کو
 جاہ و چشم و شوکت اسکندر و جم کو
 ہر دشمن دین شہ بطحی و حرم کو
 شیران عرب اور ہزبران عجم کو
 ہو فخر تری ذات سے بطحی و حرم کو
 آنکھوں سے لگا قہر تری نقش قدم کو
 طاقت نہ زبان کو ہونے یا راہی قلم کو
 کوزہ میں جگہ دی کوئی کس طرح سے ہم کو

سلام

<p> سلامی رخصتِ شبیر ہو آج محبوب و حسین ابن علی ہے نہ کیونکر خلد میں جید رہوں مضمطر پے دست و گلو و پاسے عابد حسین ابن علی جانی نہ پاوین پے قتل جگر بند پیغمبر ہوئی ہو شکل زینب شکل ماتم گلے میں اُصغر تشنہ دہن کے لہو غم سے دل دلیگر ہے آج کہ جسکے قتل کی تدبیر ہے آج یہ خنجر سرِ شبیر ہے آج رسن ہو طوق ہو زنجیر ہے آج یہی کفار کی تقریر ہے آج کہ بستہ ہر اک بڑ پیر ہے آج سکینہ غم کی اک تصویر ہے آج بجائے شیر آب تیر ہو آج </p>	<p> سلامی رخصتِ شبیر ہو آج محبوب و حسین ابن علی ہے نہ کیونکر خلد میں جید رہوں مضمطر پے دست و گلو و پاسے عابد حسین ابن علی جانی نہ پاوین پے قتل جگر بند پیغمبر ہوئی ہو شکل زینب شکل ماتم گلے میں اُصغر تشنہ دہن کے </p>
---	---

اثر آنسو کا ٹوٹی تار کیونکر
 غم شبیر دامن گیر ہے آج

اشعار فارسی

تادل به نظم ندهد اذن زبان را	پیدانه شود هیچ اثر آه و فغان را
جان نیز دهد عاشق دل داده و لیکر	دردا که وفا نیست حسینان جهان را
آسیب رسد از رخ تابان تو بزل	صد چاک کن جلوه مهتاب کتان را
ایجاد کند از خم زلف تو طوح بست	ابرو تو آموخت کجی تیغ و کمان را
کوه غم عشق تو نبهاند سحر ما	حامل نتوان شد فلک این بارگران را
ای روی ابر رنگ گرفته ز بهارت	در گلشن حسن تو گز نیست خزان را

از کیفیت خویش بر یار چه گوی ؟
در کار بیان نیست اثر حال عیان را

برق حسن تو نه تنها جگر و جانم سوخت	آتش زو بدل و خرم ایامم سوخت
شوق نظاره حسنت سر طووم نکشید	آتش جلوه رخسار تو آسانم سوخت
خلق آگاه نشد از طپش سوز دلم	آتش عشق تو در پرده و پنهانم سوخت
شعله در دلم افکند و جگر کرد کباب	گر می ناله ببل بگستاخم سوخت
آتش عشق بتان بود چو آتش سنگ	ماند پوشیده درون من پنهانم سوخت
داغ پنهان بدل و ناله سوزانم سوخت	سوخت عشق تو مگر با سر و سامانم سوخت

کرم پہلونہ شد از مہر دل افروز کے
اے اثر آتش ہجرش بزستانم خست

تازہ جانے بہ تن خستہ مامی آید
شرم از شوخی چشم تو مامی آید
شیخ از خرقہ تو بوئے ریامی آید
کز گنہگار خطا و تو عظامی آید
بوئے یوسف ز کجا تا بجامی آید
آری خالی چو بود طرف صدامی آید
صبر کن صبر کہ در دام ہمامی آید
ہیچت از سر کشی نفس حیامی آید

ہر سحر کہ کہ ز کوئے تو صبامی آید
شکوہ غیر بر دیت نتوانم کردن
روکش جامہ رندان چو دہد بوی شرا
کرم تاجر بخوید چہ کریمی یارب
کار فرمای شوق است پراز لوبجی
صوفی ارغہ ز ندنیت خلاف فطرت
کبک و دُراج اگر صید شد رنج بہر
از خدامی طلبی جو رہمیر اے زاہد

سطن نیست ز اغیار حفا کار دلش
کہ بکوئے تو اثر او بقضامی آید

چشم نیاز جانب روی دیگر کند
از دیدن بغیر کرم بیشتر کند
اگر شکوہ دلم ز جفائے تو سر کند

نازش بہین چو روی نیازم نظر کند
کے یار سوی من بجنایت نظر کند
صد عمر اکثفا نکلند شجہ و درد را

ترسم ز مرگ خویش که او بهر فاتحه
 شکوه مبر ز حال بدت پیش آسمان
 دل را بشوق زلف کسی ننگ بختگی است
 اگر دهنزار بار فراموش از دلش
 گو قاصد که همچو صبا در حریم یار
 گو پیک با جز که ز راه کرم دلی
 آن طالعش کجاست که ناصح بگوید تو
 این زهره هم رقیب ندارد که مثل
 در بزم غیر را ندیده جاس در بغل
 از تیر آه گوشه نشینان پناه نیست
 وقت ست عند لیب زیندیشون بهار
 دارد دلم چه سوز که شمع حرم دوست

همراه غیر بر سر قبرم گرز کند
 زین بد سگال ترس که بدر ابر کند
 سودا خام نیست که از سر بدر کند
 نامم هزار بار اگر اوز بر کند
 بے خوف از درشتی در بان گرز کند
 او را خبر ز حال من بخبر کند
 فارغ ز غم شنید و خاک بسر کند
 ذکر از خرابی من خسته جگر کند
 از یار دور نیست اگر اینقدر کند
 باید که مدعی ز تو اضع سپر کند
 وقت ست ابر بر سر گل چشم ترکند
 شب را برنگ من نتواند سحر کند



از جذب عشق دور بینداری اثر
 ایله اگر بودی مجنون گرز کند



رفتم از مدرسه و کار من آن سان آمد

خوش مرا پیروی باده پرستان آمد

بر در شاه نجف بنده احسان آمد	هر که شد تاجور کشور عراق و یقین
کارم از دست شده باز بسا مان آمد	چشم مالم سر پایت که ز فیض قدمت
بغلامان ز نوال شه مردان آمد	مدعی آنچه بصد شوق تمنا میکرد
سوی مسجد بتلاش نمک نان آمد	واعظ شهر بر رزاق جهان تکیه نکرد
بر سر طور چرا موسی عمران آمد	رخ هر سنگ بتلاک جالش دارد
سر گل شک فشان بر بهاران آمد	از خرابی خزان داشت خبر و نه چرا

اشرا ز زلف درازش سخت طول کشید	
قصه کوتاه کنی عمر سپایان آمد	

وز غم هر دو جهان آزاد باش	بتلائے عشق باش و شاد باش
تا توانی مایل بیداد باش	عاشقان دلداده خوئے تو اند
حی و قایم اے ستم ایجاد باش	لذت بیحد نصیب جان ما است
عاشق جان باز چون فرهاد باش	برو متاب از عشق و سر نه در رهش

تا توانی اے اشرف اافل مشو	
از خداے دو جهان دریاد باش	

سرور کون و مکان شاه سلام علیک	قاسم نادر و جهان شاه سلام علیک
-------------------------------	--------------------------------

مالک ملک کرم نایب شاه ام
 ضیغم دین خدا حیدر خیر کشا
 شافع روز جزا امانی هر دوسرا
 واقف اسرار غیب دافع هر شبهه و
 حیدر صفدر لقب سرور عالی نسب
 دافع داغ الم داروی هر درد و غم
 مفتی دین خدا حاکم ملک رصفا
 زینت بزم نبی فخر نبی و ولی به
 مقصد و مقصود ما شاهد و مشهود ما
 ذات تو در هر زمان بود و گنج نهان
 لحکمی نبی گفت ترا یا علی
 صاحب منبر توئی مالک قنبر توئی
 منظر ذات خدا جلوه ده انبیا
 خالق کون و مکان کرد ثنائت باین

بادشاهش و جان شاه سلام علیک
 داغ تیر سرکشان شاه سلام علیک
 چاره بیچارگان شاه سلام علیک
 عالم راز نهان شاه سلام علیک
 فخر شهبان جهان شاه سلام علیک
 مرهم خسته دلان شاه سلام علیک
 حق زکلامت عیان شاه سلام علیک
 شمع شبستان جان شاه سلام علیک
 نام تو در زبان شاه سلام علیک
 از تو قدم را نشان شاه سلام علیک
 هستی مرا جان جان شاه سلام علیک
 سرور هر دو جهان شاه سلام علیک
 فخر شبه مرسلان شاه سلام علیک
 چون نه شوم بدخ خوان شاه سلام علیک

بخش ز عشق خدا این اثر مرده را

زندگی جاودان شاہ سلام علیک

زاهد این رنگا ہم کہ چہامی بنیم
مرجع شاہ و گزر گاہ گد امی بنیم
چرخ رازیر زمین وقت دعامی بنیم
انچہ بر جان شدنی ہست دلامی بنیم
واقعہ راز حقیقت ز کجامی بنیم
کہ چو آئینہ دل شان بصغامی بنیم

در بتان جلوہ انوار خدای بنیم
کیست آن خسرو خوبی کہ درش یاز
نہست جز صبرہ خاک نشینان و ش
از نگاہ غلط انداز کہ چشمش دارد
عجب از پیر خرابات کہ یارب اورا
روز رندان خرابات مگردان زاهد

شرف سایہ میفن بد یارت کہ اثر
کتر از بوم بشہر تو ہما می بینم

جو ر را طرح نوانداختہ یعنی چہ
اے فلک نزد دعا باختہ یعنی چہ
لشکر ظلم بر آن تاختہ یعنی چہ
بر سرم تیغ جفا آختہ یعنی چہ
گردن اسی شمع برافراختہ یعنی چہ

غیر را مشق کرم ساختہ یعنی چہ
بادل سادہ و آزادہ کہ من می دارم
کشور دل کہ از انت شدہ در دناز
من کہ با گیسوے تو خط غلامی دارم
سرکشی چون نمی ز میبد برخ یار ترا

تو و دنیا ی دنی اے اثر پاک شست

بر سر جبهه پرداخته یعنی چه

زلف سیاه و کامل بچان ندیده
زان میکنی که سر و خرامان ندیده
چشمش که هست دشمن ایمان ندیده
رنج و مصیبت شب هجران ندیده
ای ابر جو ش دیده گریان ندیده

ناصح تو جلوه رخ جانان ندیده
واعظ حدیث خوبی طوبی براه شوق
بر کفر من ز بیم خمی طعنه بمن
پیشم مگوز سختی روز جزا سخن بـ
طوفان نوح شمه طوفان لشک ما

غره مشو بهر وعطایش که ای اثر
جور و جفا آن شه خوبان ندیده

دی گل چه دیده که گریبان دریاء
از من چرا چو آهوی صحرا رسیده
شکل عبوری دل آزار دیده
صدمه جان بدام هلاکت کشیده
در گلشن جمال گل نود رسیده
در حیرتم که رشته الفت بریده
زاهد از ان تو گوشت غلت گزیده

ای عند لب از چه فغان با کشیده
دارم دلی که صید کند هوا می تست
ای جان جان مروز بر من که درلم
زان طایر دلم بهوای تو می پرد
رنگ بهار را ز غدار تو تازگی
پیوسته بدشمن جزو دست همجو من
تاب فروغ بزم حسینان دلت ندان

دعوی بندگی مکن ای سروبوستان	کے در رکاب آن قد بالا و دیده
دیگر مدار چشم توجہ ز چشم او	ای دل ترا چه قدر که اشک چکیده
بطع تو رحم بر من مسکین نمی کند	حالم مگر ز دشمن بد گو شنیده

محتاج شرح حال دلت نیت ای اثر	ازدوی تو عیان است که آفت رسیف
------------------------------	-------------------------------

چشم شہلارخ رنگین قدر عناداری	چه شمایل بخدا ای بت زیاداری
حرفی از لطف بفرما سر جان داده بخوش	که در انفاس صد اعجاز سیعاداری
با تو ای زاهد بعقل مرا کاری نیست	فکر امر و زندارم غم فردا داری
مایه عقل و خرد از دل عالم بردی	پہ بلا ہوش رہا ز گس شہلاداری
جز تلون صناعت بذات عیبی	آفتابی و لے خاصیت حر باداری
ایکے پیغمبران بہر تو شایان باشد	در حریم دل عشاق چنان چاداری
ماکہ ای بادشہ حسن دعا گوئی تو ایم	ہیچ درد دل ز گدایان سرور داری
کافر م کرد و سوید ای غمت و افروزد	خال مشکین کہ نہ زلف چلیپا داری
شک از بد کہ ز جام کرم پیر مغان	دل من پاک شد از رغبت دنیا داری
و ای زاهد خود بین و ز عالم بگز	تو کہ در مغفرت چون دچرا داری

اے اثر گریہ شب را اثر نیست
چشم تر دار که در غیب عطا داری

تا کی بشوق وصل قو شتاب گریستن	تنها نشستن و به تما گریستن
تو برق حسن هستی و دایم ابر عشق	خندیدن از تو آید و از ما گریستن
منعم مکن ز گریه که در هجر ناصحا	تسکین دل نمی کند الا گریستن
زاهد بشوق سر و قدی اشک من دان	ناید ز من کجاست طوبی گریستن
از گریه چون نه آب شود زهره عد	یکسان بود گریستن و نا گریستن

باید اثر بیاد لب تشنه حسین
از چشم اشکبار چو دریا گریستن

سجده حق ز سر زور و یا جای نیست	انچه تو میکنی زاهد بخدا جای نیست
چون من و حور بود عاقبت کار جهان	در جهان باده و معشوق چای نیست
چون جهان گشت و چرا گشت ناسید	کار چون بست درین چون و چرا جای نیست
الله الله چه قسم میکنی بر اهل وفا	این جفا که رواداری به جای نیست

اثر از درد کشتن سیاه زار و دلش
اگر نه حسن تم با فقر جای نیست

از جلوه در حجاب کنی آفتاب را	بر رگستی ز چهره تابان نقاب را
افسانه ام ربوذر چشم تو خواب را	نیخواهیم پیرس که چون از دفر غم

رباعی	
-------	--

هر سوخته تن ناز زبان می خواهد	در غم هجر تو بیان می خواهد
دل در پی آن ست و همان می خلد	ای جان چه تمنائ و صالت گویم

مثنوی	
-------	--

افتخار هر بنی و هر دلی ۛ	چون نه نالم در غم عشق علی
نام پاک شاه زیب کام ما	الف حیدر سمن اسلام ما
زین سبب این گریه شب ها من	در دما دارد دل شیدا من
نیست بیماری چو بیماری دل	عاشقی پیدا ست از زاری دل
نوبخش دیده مرد خدا	عین ایمان ست عشق مرقی
همچو اعی میزد سو سقر	دشمن مولا ست کور و بصر
نازداد تیره دل بر مال نزر	از مذاق عشق بازی بخبر
رتبه دان او جناب کبریا ست	رحمیدر برون از فهم ما ست
سجده گاه اولیا ایوان او	از امانت کم نگردد شان او

انبیار اذات پاکش افتخار	بهر نبی از وی اعانت خواستگار
دشمنان را نام مولی جان گزرا	دوستان را نام مولی جان فرا
شکر و حاسد بسوی بوتراب	مشیره بیند نه روی آفتاب
این شقاوت شیوه اسلامیت	بر چنین فهم و ذکا باید گریست
مگر بهتر از چنین دین خراب	کامندان رکنی ست بغض بوتراب
همچنین سلام را از من سلام	بر چنین اسلامیان شامت مدام
رحمت حق بر مغان علی	رحمت حق بر ثناخوان علی
رحمت حق بر مغان حسن	رحمت حق بر ثناخوان حسن
رحمت حق بر مغان حسین	رحمت حق بر ثناخوان حسین
فرقه هستند از اسلامیان	بدتر از اهل دمشق و شامیان
از علی این فرقه را بغض و عناد	وز عدویش ربط و عشق و عباد
ابن طحجم شرم دار و زین گرده	پیش بی عنوانی ایشان
کی شود راضی خدا و ذوالجلال	چون از ایشان مرتضی داد
نیز از ابن علی دارند حسار	در ولای دشمنانش است
ای که هستی صاحب علم و هنر	وز ره دین پیمر باخبر

